4
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سجدہ کی فضیلت

عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰتِیْہِ بِوَضُوْئِہٖ وَحَاجَتِہٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْاَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ قُلْتُ ھُوَ ذَاکَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ربیعہ بن کعبؓ کہتے ہیں۔ کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ اور آپؐ کو وضو کا پانی اور جس چیز کی ضرورت ہوتی (مسواک وغیرہ) لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپؐ نے مجھ سے فرمایا۔ مانگ (جو مانگنا چاہتا ہے۔ دین اور دُنیا کی بھلائی) میں نے عرض کیا۔ (یا رسول اللہ) میں تو جنت میں آپؐ کی ہمراہی چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا اس کے سوا اور بھی کچھ چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا بس یہی۔ آپؐ نے فرمایا تو میری مدد کر اپنی ذات سے زیادہ سجدے کر کے

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ لَقِیْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُہٗ یُدْخِلُنِیَ اللّٰہُ بِہِ الْجَنَّۃَ فَسَکَتَ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَسَکَتَ ثُمَّ سَاَلْتُہُ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَیْکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ لِلّٰہِ فَاِنَّکَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰہِ سَجْدَۃً اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً وَّحَطَّ عَنْکَ بِھَا خَطِیْئَۃً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ لِیْ مِثْلَ مَا قَالَ لِیْ ثَوْبَانُ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ معدان بن طلحہؓ کہتے ہیں۔ کہ ملاقات کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ سے اور ان سے کہا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ میں اس کے کرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جاؤں۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا۔ تب بھی وہ خاموش رہے۔ جب میں نے تیسری مرتبہ پوچھا تو انہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا۔ جس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ تو اپنے اوپر خدا کے لیے سجدہ کو لازم کر لے اور کثرت سے سجدہ کر اس لئے کہ تو خدا کے لئے جو سجدہ کرے گا۔ خدا اس کے بدلہ میں تیرے مرتبہ کو بلند کرے گا اور دور کرے گا اس کے سبب سے تیرے گناہ کو۔ معدان کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد میں ابوالدرداءؓ سے ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے مجھے وہی جواب دیا جو ثوبان نے دیا تھا۔

دونوں سجدوں کے درمیان کیا کہے

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ (رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کہتے تھے۔

رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی رکھو

عَنْ طَلْقِ ابْنِ عَلِیٍّ الْحَنَفِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی صَلٰوۃِ عَبْدٍ لَا یُقِیْمُ فِیْھَا صُلْبَہٗ بَیْنَ خُشُوْعِھَا وَسُجُوْدِھَا (رواہ احمد)

ترجمہ۔ طلق بن علی حنفیؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا۔ جو اپنی نماز کے رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔

التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ یَدْعُوْ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَیَدَہُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُسْرٰی وَاَشَارَ بِاِصْبَعِہِ السَّبَّابَۃِ وَوَضَعَ اِبْھَامَہٗ عَلٰی اِصْبَعِہِ الْوُسْطٰی وَیُلْقِمُ کَفَّہُ الْیُسْرٰی رُکْبَتَہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے نماز میں تو داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملا کر حلقہ بناتے اور پکڑتے بائیں ہاتھ سے اپنا بایاں گھٹنا

تشہد کا بیان

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا التَّشَھُّدَ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے۔ جس طرح قرآن کی کوئی سورۃ اور وہ تشہد یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ

درود کی فضیلت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کریگا اس کے دس گناہوں کو معاف کریگا۔ اور دس درجے بلند کرے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر [illegible]

مذہبی تعلیم کی ضرورت

ہمارے وزیر تعلیم نے فضائیہ کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ پاکستان اسلامی نظریہ کے تحت قائم ہوا ہے۔ لہذا پاکستان میں ایسا تعلیمی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا جو اسلامی نظریہ سے عاری ہو۔ وزیر تعلیم نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم پر بھی زور دیا۔ دوسرے الفاظ میں وزیر تعلیم نے دنیوی اور اخروی دونوں قسم کی تعلیم کو ضروری قرار دیا۔ ہماری رائے میں کسی پاکستانی کو وزیر تعلیم کے نظریہ سے اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اسلام مسلمان کو دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ترقی کی آخری منزل پر پہنچانے کا کفیل ہے۔ موجودہ دور میں دنیوی تعلیم کی عموماً اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کی خصوصاً جتنی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس کا اس سے پہلے کبھی احساس نہیں ہوا۔ لیکن دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اگر مذہبی تعلیم نہ ہو تو انسان درندہ صفت ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے ؎

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

امریکہ اور یورپ والے اس وقت مذہب کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ نہ ان کے پاس نبیؐ کی تعلیم محفوظ ہے اور نہ نبیؐ کا اسوہ حسنہ۔ وہ صرف دنیوی تعلیم ہی کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنا کمال سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کی تباہی کے لئے نت نئے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تیار کر رہے ہیں۔ انسانی ہمدردی۔ اللہ تعالےٰ کا خوف اُنکے دلوں سے کافور ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طاقتور سلطنتیں کمزور ممالک پر آئے دن ستم ڈھا رہی ہیں۔ الجزائر اور یمن میں فرانس اور برطانیہ نے جو تباہی مچا رکھی ہے۔ اس کا نقشہ ہمارے سامنے ہے۔ اقوام متحدہ سب کچھ دیکھ رہی ہے۔ لیکن مظلوموں کی دادرسی کرنے سے قاصر ہے۔ پاکستان میں بھی اب تک دنیوی تعلیم کو مقدم سمجھا جاتا رہا ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں دنیوی تعلیم کے شوق میں جس طرح اخلاق سے عاری ہو رہی ہیں۔ اس کا اندازہ اخبار بین حضرات بخوبی کر سکتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہماری نئی حکومت نے پاکستان میں مذہبی تعلیم کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ تعلیمی کمیشن عنقریب اپنا کام ختم کرکے انہی سفارشات کی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کرنے والا ہے۔

ہم نے انہی کالموں میں تعلیمی کمیشن میں مذہبی طبقہ کی عدم نمائندگی کے سلسلہ میں چند گزارشات پیش کی تھیں۔ حکومت نے اُنکی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ ہمیں اسکے متعلق حکومت سے گلہ ضرور ہے۔ لیکن اگر حکومت واقعی مذہبی تعلیم کو سکولوں اور کالجوں میں رائج کر دے تو ہمارا یہ گلہ دور ہو جائیگا یہاں ہم یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مذہبی تعلیم کو سائنس اور ٹیکنالوجی اور دوسرے علوم کی طرح ابتداء سے لے کر آخر تک ضروری قرار دیا جائے برائے نام تو پاکستان بننے سے پہلے اور اب بھی سکولوں اور کالجوں میں مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن اس تعلیم سے ہماری نئی پود کو فائدے کی بجائے الٹا نقصان ہو رہا ہے۔ نہ استاد مذہبی تعلیم کو دلچسپ پیرائے میں بچوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور نہ بچے اس تعلیم کو شوق سے حاصل کرتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے وزیر تعلیم نے کہا ہے۔ اگر وہ حکومت کی پالیسی کے عین مطابق ہے تو حکومت کو چاہیئے کہ مذہبی تعلیم صحیح معنوں میں رائج کرے۔

مذہب ہی انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا سکتا ہے اگر ہمارے ملک میں مذہبی تعلیم لازمی قرار دیدی گئی ہے تو ہمیں یقین ہے کہ ہماری نئی پود ایک بلند کردار کی مالک ہوگی اور وہ دنیا کے سامنے اسلام کو عملی طور پر پیش کرکے اسے سربلند کر سکے گی۔ حکومت کے سربراہوں کا نہ صرف قوم پر یہ بہت بڑا احسان ہوگا۔ بلکہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع بخش ہوگا۔ آنے والی نسلیں ان کو قیامت تک خراج تحسین پیش کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے راضی ہوں گے۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نئی حکومت کو وزیر تعلیم کے خیالات کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے وماعلینا الا البلاغ

سادہ زندگی

حال ہی میں حکومت پاکستان کی وزارت داخلہ نے ایک گشتی مراسلہ تمام سرکاری افسروں اور اہلکاروں کے نام جاری کیا ہے۔ جس میں ان سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں۔ بالخصوص لباس اور کھانے پینے کے معاملہ میں سادگی کو اپنا شعار بنائیں۔ یہ سرکلر مرکزی حکومت کی وزارتوں اور ملحقہ محکموں کے سربراہوں کے علاوہ دونوں صوبائی حکومتوں کو بھی روانہ کیا گیا ہے۔ اس مراسلہ میں کہا گیا ہے کہ سادہ زندگی اختیار کرنے کی مہم کے تحت ہر پاکستانی اور خاص طور پر سرکاری ملازمین کو چاہیئے کہ وہ گرمی کے موسم میں صرف بش شرٹ اور پتلون اور سردی کے موسم میں پتلون، کوٹ اور نکٹائی یا شیروانی اور پاجامہ پہنا کریں۔ البتہ خاص تقریبات اور سرکاری دعوتوں کے موقعہ پر پہلے سے مقرر کردہ لباس استعمال کیا جائے۔ مراسلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ عام تقریبات اور پارٹیوں میں شراب کے استعمال کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے اور خوراک کی تیاری میں استعمال ہونے والی غیر ملکی اشیاء کی درآمد بھی کم سے کم کر دی جائے۔ سرکاری عملہ سے یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وہ دفاتر کے کنٹین اور ٹفن روم میں اپنے کھانے پینے کے اخراجات کم کریں اور اپنا کھانا گھر سے لے کر آیا کریں۔

سادہ زندگی ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے اور حکومت کی طرف سے اس کو اختیار کرنے کی اپیل ہر پاکستانی کے دلی تعاون کی مستحق ہے۔ ہمیں بدگمانی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ لیکن اپنی قوم کے متعلق ہمارا تجربہ شاہد ہے

باقی بر صفحہ ۱۷

درسِ حیات

از قلم شاعرِ ملت عبدالرحیم جاوید الہ آبادی پاکستان

اگرچہ فتنہ پرور ہے جہانِ کاخ و کُو اب بھی
زمانے کو سنا دیں آیۂ لاتفسدوا اب بھی

جہاں میں چار سو گونجے صدائے جاھدوا اب بھی
اٹھیں اور مسلم خفتہ کا گرما دیں لہو اب بھی

یقیں ہے لوٹ آئے گی ہماری آبرو اب بھی
ہماری قوم کرلے چاک دامن کو رفو اب بھی

بکھر سکتا ہے اس دورِ خزاں کا تار و پو اب بھی
اگر ہو خون کا چھینٹا تو پیدا ہو نمو اب بھی

اٹھو ڈھونڈیں کتاب اللہ میں دردِ یاس کا درماں
قسم یزداں کی بر آئے گی دل کی آرزو اب بھی

ہے اب بھی بازوئے مسلم میں وہ ضربِ یدِ الٰہی
ملینگے خاک میں سب دین و ملت کے عدو اب بھی

ابھی سینوں میں اپنے جذبۂ اسلاف زندہ ہے
نہیں ہم دینِ حق سے اس قدر بیگانہ خو اب بھی

ہیں اب بھی سطوتِ طاغوت کو پامال کرسکتے
پئیں گر بادۂ توحید کے جام و سبو اب بھی

ملا سکتے ہیں اصنامِ ہوس کو خاکِ ذلت میں
لگا کر نعرہ ہائے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو اب بھی

پیامِ آشتی دیں اب بھی ہم اقوامِ عالم کو!
دکھا دیں جذبۂ فاروقؓ و خالدؓ ہو بہو اب بھی

نفاق و معصیت کو دور کردیں اپنے سینوں سے
سنا دیں اہلِ عالم کو حدیثِ اتقوا اب بھی

مسلمانوں کا پھر سوزِ دروں زندہ کریں دے کر!
پیامِ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا اب بھی

تپش آہنگ کردیں پھر دلوں کو عشقِ احمد سے
رکھیں پیشِ نظر ہم آیۂ لاتقنطوا اب بھی

نہیں جاوید ڈر کچھ فتنہ ہائے اہلِ باطل کا
کہ ہے ناصر ہمارا لاشریک وحدہٗ اب بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ - ۱۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۹ھ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۵۹ء

امراض مہلکہ روحانیہ میں سے ایک مرض

غفلت بھی ہے جسے اردو زبان میں لاپرواہی سے تعبیر کیا جاتا ہے

یہ مرض بھی ایسا مہلک ہے کہ اپنے مریض کو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا دیتا ہے

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اس مرض کے مختلف پہلوؤں کا ذکر آیا ہے

پہلا مقام

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ سورہ یونس ع ۹ - پ ۱۱

ترجمہ۔ اور بیشک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

انسانوں کی اکثریت مرضِ غفلت کا شکار رہتی ہے

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالیٰ نے غافلوں کے حق میں کثیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جس کے معنی "بہت" ہے۔ اور عربی میں کثیر کے مقابلہ میں "قلیل" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی معنی "تھوڑے" ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے اعلان سے یہ ثابت ہوا کہ ہمیشہ انسانوں کی اکثریت غفلت "لاپرواہی" کا شکار رہی ہے۔

مرض غفلت کا اثر

غفلت کی معنی لاپرواہی عرض کر چکا ہوں۔ ساری دنیا کی گذشتہ تاریخ جو بہترین اور اعلےٰ درجہ کی صحیح ہے۔ وہ وہی ہے جو قرآن مجید میں گذشتہ اقوام کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ لاپرواہی ان لوگوں نے اپنے خالق، مالک اور مربی اللہ جل شانہٗ کے حق میں کی تھی ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو لا الٰہ الا اللہ کا سبق پڑھایا اور اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیتہ اور ربوبیتہ کا پتہ دے کر انہیں کلمہ توحید (لا الٰہ الا اللہ) کا اقرار کرانا چاہا۔ اور اسی رب العالمین کی عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی جد و جہد میں انبیاء علیہم السلام نے اپنی عمریں صرف کر دیں۔ مگر ان بد نصیب قوموں کی اکثریت اپنے فرض منصبی عبدیت کو اپنی غفلت (لاپرواہی) کے باعث تسلیم بھی نہ کیا۔ اور نہ فرائض عبدیت کو سمجھا اور نہ انہیں انجام ہی دیا۔ بالآخر ان قوموں کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آیا اور انہیں مختلف زمانوں میں مختلف یعنی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے صفحہ ہستی سے مٹایا کسی کو پانی کا طوفان لا کر غرق کیا۔ کسی پر عذاب الٰہی کی آندھی جھکڑ صفحہ ہستی سے مٹایا۔ کسی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب الٰہی زلزلہ کی شکل میں آیا۔ کسی غافل قوم پر پتھروں کا مینہ برسایا۔ کسی قوم کو بہتے دریا میں لا کر غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آج کل بھی اکثریت غافلوں ہی کی ہے

برادران اسلام۔ جس ملک میں ہم بود و باش رکھتے ہیں یعنی پاکستان۔ اپنی قوم کے حالات پر غور کر کے دیکھئے۔ اکثر ان میں ایسے ہیں جو اپنے فرض منصبی کو گذشتہ قوموں کی طرح نہیں سمجھتے اور وہ فرض منصبی فرمان شاہنشاہی یعنی قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں کی اکثریت دوسرے فرائض حیات کے ادا کرنے میں نسبتاً چست معلوم ہوتی ہے اور اگر سست ہیں تو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں۔ مثلاً آپ بازاروں میں دکانداروں کو دیکھئے۔ صبح سے لے کر عشا تک دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ اور دکاندار ہر وقت حاضر باش رہتے ہیں۔ اور جب نماز کا وقت آتا ہے۔ اور مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں تو دکانداروں میں سے کتنے ہیں جو دکانیں چھوڑ کر نماز با جماعت کی صف میں جا کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض دکاندار نماز پڑھنے کے لئے چلے بھی جاتے ہیں۔ اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو نہیں جاتے۔ لہٰذا جو شکایت اللہ تعالےٰ کو پہلی قوموں سے تھی۔ کہ اکثر نافرمان ہیں۔ وہی صورت حال اب بھی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دفاتر کو دیکھئے ظہر کی نماز دفاتر کے وقت میں آتی ہے۔ وہاں بھی یہی حال ہے۔ بہت ہی کم لوگ دفتروں سے اٹھ کر نماز ظہر ادا کرتے ہیں۔ ورنہ اکثریت وہاں بھی غافلوں کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تعلیم گاہوں میں دیکھئے عموماً سردی کی موسم میں ظہر کی نماز ہائی سکولوں اور کالجوں کی تعلیم کے وقت میں آتی ہے۔ پھر دیکھ لیجئے کہ اساتذہ اور طلبہ کی اکثریت تعلیم میں مصروف رہتی ہے اور نماز نہیں پڑھتے تو پھر

نتیجہ

بھی وہی نکلے گا جو پہلی غافل قوموں کے حق میں نکلا کرتا تھا کہ اکثریت جو غافل تھی ان کی قبریں دوزخ کا گڑھا اور اقلیت جو ہر معاملہ میں تابع رضائے الٰہی تھے۔ ان کی قبریں بہشت کا باغ بنتی تھیں۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے۔

دل کی بینائی سے قبر کے حالات کا مشاہدہ

ہو جاتا ہے۔ برادران اسلام ایک تو یہ بینائی ہے جو آنکھوں میں ہے۔ یہ بینائی تو اللہ تعالےٰ نے ہر مومن و کافر کو عطا فرمائی ہوئی ہے۔ ایک دوسری بینائی بھی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج رکوع ۶ پ ۱۷)۔ ترجمہ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

یہ بینائی

اللہ جل شانہٗ کے پاک نام کی برکت سے

یقیناً حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے اپنے بندے دنیا میں رکھے ہوئے ہیں۔ جن کی تعلیم و تربیت سے یہ بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اس بینائی کے حاصل کرنے کے لئے عمر کا ایک کافی حصّہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ اور خاص طریقہ ذکر الٰہی کی کثرت کرنی پڑتی ہے۔ پھر کہیں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ رحمت الٰہی کے اس دروازہ کے کھلنے کے وقت عالم روح کے اور بیشمار حالات کا دروازہ بھی ساتھ ہی کھل جاتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

موجودہ دور کے غافلوں کے جمگھٹے کی ایک اور مثال

آیا نماز عشا کے وقت مسجدوں میں نمازی زیادہ ہوتے ہیں یا سینما گھروں میں سینما بین مرد اور عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سینما دیکھنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد کے مقابلہ میں مسجدوں میں دسواں حصّہ بمشکل ہوگا۔

لہٰذا

اے برادران اسلام۔ ان مذکورۃ الصدر حالات میں جب ہم لوگ انہیں گذشتہ قوموں کے غافلوں کی لائن پر جا رہے ہیں تو کیا پھر ہمارے حق میں غضب الٰہی جوش میں نہیں آئے گا۔ اور ہمارے لئے اسی قسم کی تباہی اور بربادی نہیں لائے گا۔ یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ عذاب کب اور کس صورت میں آئے گا۔ و ما علینا الا البلاغ

دوسرا مقام

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۲۔ پ ۹) ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں۔ کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ کی پیغمبر خدا کے وقت کے غافلوں سے شکایت

حضور انور کے زمانہ کے غافلوں کے متعلق اللہ تعالےٰ شکایت فرما رہے ہیں۔ کہ انسان کے سمجھنے کے ذریعے دل اور آنکھیں اور کان ہی تو ہیں۔ مگر یہ غافل ہمارے فرمان کو سمجھنے کے لئے ان تینوں چیزوں سے کام نہیں لیتے۔ اور مسلسل انکار ہی کئے جا رہے ہیں اور پیغمبر خدا پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان غافلوں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ کہ آئندہ چل کر یہ لوگ دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

آج کل کے غافلوں کے لئے تنبیہ

آج کل بھی مسلمانوں میں ایک بہت بڑی زبردست غافل پارٹی موجود ہے جو ان علماء کرام کی آواز کو ٹھکراتے ہیں جو قرآن مجید اور اس کی شرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ غافلوں کی پارٹی ان حضرات کی آواز پر توجہ کریں۔ غور سے سنیں۔ اور اس مقدس آواز پر لبیک کہیں جو ان حضرات کی اپنی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی آواز ہے۔ جو ان کے مُنہ سے نکل رہی ہے۔ اس مقدس اور پاکیزہ آواز سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے ان پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور اپنی مجلسوں میں ان حضرات کی توہین اپنی تفریح طبع اور خوش کن مشغلہ خیال کرتے ہیں۔ ان حضرات کو ملاں ملاں کے نام سے پکار کر دل کو خوش کر لیتے ہیں اور ان کے مُنہ سے نکلے ہوئے پیغام حق کو ملا ازم ملا ازم کہہ کر ٹھکراتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق پرست علماء کرام محض ان غافلوں کی بہتری کے لئے کتاب و سنتہ کی آواز ان تک پہنچاتے ہیں۔ ورنہ ان حضرات مبلغین کو ان غافلوں سے کوئی روپیہ پیسہ بٹورنا مقصود نہیں ہوتا۔ اے میرے مسلمان غافل بھائیو۔ ہوش کرو۔ اور اس زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اور بحیثیت مسلمان ہونے کے کتاب و سنتہ کی آواز کو غور سے سنا کرو اور پھر سوچا کرو کہ یہ حق کی آواز کیا کہہ رہی ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

تیسرا مقام

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسٓ ع ۱ پ ۲۲) ۔ ترجمہ۔ (یہ قرآن مجید) غالب حجت والے کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں۔ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ سو وہ غافل ہیں۔ ان میں سے اکثر پر خدا کا فرمان پورا ہو چکا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اکثریت پر اتمام حجت

قرآن مجید نازل فرماتے وقت اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے متعلق خود فیصلہ سنا رہے ہیں کہ ان لوگوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس قرآن مجید کے ارشادات کو تسلیم نہیں کریں گے۔ مگر پھر ان کو سنایا جا رہا ہے تاکہ ان پر اتمام حجت ہو جائے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔ (رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى) سورۃ طٰہٰ ع ۸ پ ۱۶ ترجمہ۔ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے۔

چوتھا مقام

غافلوں کے حق میں پیغمبر خدا کی بددعا

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹۔ پ ۱۱) ۔ ترجمہ۔ اور موسےٰؑ نے کہا۔ اے رب ہمارے تو نے

فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے انکے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں (اللہ تعالےٰ نے) فرمایا۔ تمہاری (موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی) دعا قبول ہو چکی۔ سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور بے عقلوں کی راہ پر مت چلو۔

بد دُعا کا نتیجہ

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۹ - پ ۱۱) — ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔

بغاوت کا انجام

برادران اسلام آپ نے دیکھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے غفلت برتنے والوں کا کیا نتیجہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو احکام الٰہی کو دل سے ماننے اور عملی نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

پانچواں مقام

غافلین کے لئے دوزخ کا وعید

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (سورۃ یونس ع ۱ پ ۱۱) —

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہوئے اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بسبب اس کے جو کرتے تھے۔

برادران اسلام اور مسلم خواتین

مذکورۃ الصدر دو آیتوں کو غور سے پڑھیئے اور پھر اندر نگاہ ڈال کر دیکھئے کہ کہیں ہم ہی اس عذاب کے اعلان میں تو داخل نہیں ہیں۔ اگر آپ مجھے معاف فرمائیں اور حق بات کہنے سے بُرا نہ منائیں تو مبالغہ نہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان مرد اور عورتوں کو پہلی آیت کے پہلے فقرہ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اکثریت مسلمان مردوں اور عورتوں میں ایسی ہے۔ جن کو نہ تو موت یاد ہے اور نہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کا کوئی خطرہ ہی دامنگیر ہے۔ بلکہ عموماً ہر مرد اور عورت دنیا کی زندگی کے دھندوں میں مصروف ہے۔ ہر وقت کے اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے جاگنے اور سونے میں فقط دنیاوی مفاصد پیش نظر ہوتے ہیں۔ نہ کہ ہر عمل حیات میں آخرت کی نجات کا خیال دامنگیر ہو اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے بھائی بہنوں کو دنیا کی بجائے آخرت کو مقصود بالذات بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر عمل حیات میں پہلے آخرت کا نفع یا نقصان سوچ کر اس کام کو کیا جائے۔ و ما علینا الا البلاغ

چھٹا مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غافلوں سے قطع تعلق کرنے اور خدا پرستوں کی جمعیت میں شامل رہنے کا حکم

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴ - پ ۱۵)

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کر تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہُوا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی اس کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ دائماً عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً ذکر کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ نمازوں پر مداومت رکھتے ہیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں۔ گو دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں۔ جیسے صحابہ میں اس وقت عمار، صہیب، بلال، ابن مسعودؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایسے مومنین مخلصین کو اپنی صحبت و مجالست سے مستفید کرتے رہیئے اور کسی کے کہنے سننے پر ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے۔ (اور) ان غریب شکستہ حال مخلصین کو چھوڑ کر موٹے موٹے متکبر دنیا داروں کی طرف اس غرض سے نظر نہ اٹھایئے کہ ان کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام کو بڑی رونق ہوگی۔ اسلام کی اصلی عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں بمضبوط تقویٰ اور اعلےٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے۔ دنیا کی ٹیپ ٹاپ محض فانی اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے۔ حقیقی دولت تقویٰ اور تعلق مع اللہ کی ہے۔ جسے نہ شکست ہے نہ زوال۔ چنانچہ اصحاب کہف کے واقعہ میں خدا کو یاد کرنیوالوں اور دنیا کے طالبوں کا انجام معلوم ہو چکا (اور) جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں۔ خدا کی اطاعت میں ہیٹی اور ہوا پرستی میں آگے

رہنا ان کا شیوہ ہے۔ ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں۔ روایات میں ہے کہ بعض صنادید (سردار) قریش نے آپ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیجیئے۔ تاکہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ رذیل کہا غریب مسلمانوں کو اور سردار دولتمند کافروں کو۔ ممکن ہے آپؐ کے قلب مبارک میں یہ خیال گزرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کر دینے میں کیا مضائقہ ہے۔ وہ تو پکے مسلمان ہیں مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہونگے اور یہ دولتمند اس صورت میں اسلام قبول کر لیں گے اس پر یہ آیت اتری کہ آپ ہرگز ان متکبرین کا کہنا نہ مانیئے۔ کیونکہ یہ بیہودہ فرمائش ہی ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظر انداز کیا جائے۔ نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں پیغمبر کی طرف سے معاذ اللہ نفرت اور بدگمانی پیدا ہو جائے۔ جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زائد ہوگا۔ جو ان چند متکبرین کے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے۔

ساتواں مقام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافلوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مُہر لگ جاتی ہے

اس لئے وہ دلوں کے اندھے کانوں سے بہرے اور آنکھوں کے اندھے ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے بدنصیب لوگ دنیا میں ذلیل اور آخرت میں جہنم رسید ہوں گے۔ اللہم لاتجعلنا منہم

اس کا ثبوت

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۱۴۔ پ ۱۴) ترجمہ۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا۔ مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر محبوب بنایا اور نیز اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مُہر کر دی اور وہی غافل بھی ہیں۔ ضرور وہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں +

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بیہوش ہیں۔ جن کے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں۔ خدا کی دی ہوئی قوتیں انہوں نے سب بیکار کر دیں۔ آخر کانوں سے حق کی آواز سننے، آنکھوں سے حق کے نشان دیکھنے اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب ہو گئی۔

انسانوں کی یہ قسم ختم نہیں ہوئی

بلکہ ہر دور میں اس قسم کے بدنصیب انسان ہوتے آئے ہیں اور آج کل بھی ہیں۔ اے اللہ تو محض اپنے فضل و کرم سے مذکورۃ الصدر والی آیتوں کے عذاب سے بچا۔ تیرے فضل سے ہی بچ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اس مرض مہلک میں جس طرح عام طور پر مسلمان مرد مبتلا ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ اس مرض کا علاج بھی ہے۔ کہ انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور پھر ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی شوق سے پابندی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی صحبت کی برکت سے بہت جلد طبیعت میں صلاحیت کی طرف رجحان اور احکام الٰہی پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر التزام سے ایسی صحبت میں رہنا نصیب نہ ہو۔ تو پھر کبھی کبھی ان کی زیارت کے لئے چلا جائے اور عقیدہ سے ان حضرات کی خدمت میں فقط خاموش بیٹھنے میں بھی روحانیۃ کو فائدہ پہنچتا ہے۔

نیکی کا رنگ

ایسے حضرات کی صحبت میں بیٹھنے اٹھنے سے نیکی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ جس چیز کا ذکر میں نے اپنی چند سطور میں کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

ارشاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ ـ (سورۃ الکہف ع ۴۔ پ ۱۵) ـ ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

دُعا

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ

دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ علماء کا تصدیق شدہ ترجمہ

قرآن مجید مترجم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب

رعایتی ہدیہ ختم

ہدیہ مجلد چھ روپے آٹھ آنے محصولڈاک عہ آج ہی طلب فرمائیں

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۹ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

اصلاح حال کا مقصد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی :—

اما بعد۔ عرض یہ ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ یہ جو کام کرنا چاہتا ہے۔ پہلے اس میں اپنا نفع سوچتا ہے۔ بڑوں کو تو جانے دیجئے۔ ایک چھوٹا سا بچہ بھی بلا مقصد کوئی کام نہیں کرتا۔ وہ جب کسی سہانی چیز کو دیکھتا ہے تو اس کی طرف دوڑتا ہے اور اس کو اٹھا لاتا ہے۔ پھر دوسری طرف جاتا ہے۔ غرضیکہ انسان کوئی قدم بعد میں اٹھاتا ہے۔ مقصد پہلے سوچ لیتا ہے

اس مجلس

میں بیٹھنے کا بھی ایک مقصد ہے۔ اور وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرما دیں۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اصلاح دو قسم کی ہوتی ہے۔ ۱۔ اصلاح قال ۔۲۔ اصلاح حال۔ اصلاح قال بھی ضروری ہے لیکن اصلاح حال زیادہ ضروری ہے۔ اصلاح قال سے انسان کو بولنے کی تمیز آ جاتی ہے۔ وہ اپنے مخاطب کے مرتبہ کو پہچان کر اس سے بات کرتا ہے۔ اصلاح قال نہ ہو تو بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا۔

اصلاح قال

کا تعلق دنیا کی زندگی سے ہے۔ مرنے کے بعد اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اصلاح حال دنیا میں بھی کام آتی ہے اور مرنے کے بعد بھی کام آتی ہے — الحمد للہ۔ مسلمان میں ابھی تک ایمان باقی ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل سے مانتے ہیں۔ قبر کے متعلق رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ (رواہ الترمذی)۔ (باب البکاء والخوف۔ الفصل الثانی۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ۔

ترجمہ (سوائے اس کے نہیں کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا)

ہر پیغمبر

کی اُمت کی اکثریت شیطان کے ساتھ رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اکثریت بھی شیطان کے اڈے چڑھی ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّ یُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ط الآیہ (سورۃ الانعام ع ۸ - پ ۷)۔ (کہہ دیجئے وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے کرکے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھاوے)۔

اس وقت اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ جن کا تعلق باللہ بگڑا ہوا ہے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب ہے پہلے یہ لوگ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک آپس میں ٹکرائے۔ اب پھر تیاریاں ہو رہی ہیں یہ یاد رکھئے کہ دولت سے چین نصیب نہیں ہوتا۔ چین اللہ تعالیٰ کی یاد میں ملتا ہے۔

دو زندگیاں

انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ۱۔ دنیا کی زندگی جو ہم اب بسر کر رہے ہیں۔ ۲۔ آخرت کی زندگی جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ جن کی اس دنیا میں اصلاح حال ہو جاتی ہے۔ ان کی قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جاتی ہے۔ اصلاح حال نہ ہو تو قبر جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا بن جاتی ہے۔ لاہور میں بڑے بڑے قابل ایڈیٹر اور مضمون نگار موجود ہیں۔ ہزاروں روپیہ ماہوار کماتے ہیں۔ لیکن اصلاح حال نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کی کوئی قیمت نہیں۔ دنیا میں تو اصلاح قال سے کام چل جاتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہاں اصلاح حال کی ضرورت ہے۔

اصلاحِ حال کیا ہے

اصلاح حال یہ ہے کہ ہر عمل حیات اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت ہو جائے وہ چیز کھائے۔ جس کی اللہ تعالےٰ اجازت دیں۔ وہ چیز پیئے۔ جس کی اللہ تعالیٰ اجازت دیں۔ اس وقت سوئے جس وقت اللہ تعالےٰ سونے کی اجازت دیں۔ جب جاگنے کا حکم دیں تو جاگ اٹھے۔ وہ کپڑا پہنے۔ جس کی اللہ تعالےٰ نے اجازت دی ہے گرمی کا موسم ہے دروازہ پر خس کی ٹٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ کمرے میں بجلی کے پنکھے چل رہے ہیں۔ برف کے تودے رکھے ہوئے ہیں۔ کمرہ شملہ بنا ہوا ہے اس وقت حی علی الصلوٰۃ سنا اور مسجد میں آ گئے تو سمجھئے کہ اصلاح حال ہو چکی ہے۔ اصلاح قال نہ ہو۔ لیکن اصلاح حال ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوگی۔ اور اگر اصلاح قال تو ہو جائے۔ لیکن اصلاحِ حال نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہوگا۔ بڑے کورس پڑھے اور بڑے قابل ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اصلاح حال کی جتنی ضرورت ہے اتنی ہی اس طرف توجہ کم ہے۔ دل میں رضائے مولا بر ہمہ اولیٰ کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ خوف ہو تو فقط اللہ تعالےٰ کا۔ رضا مطلوب ہو تو فقط اللہ تعالےٰ کی۔ یہ اصلاح حال ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی اصلاح حال کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

گفتن و کردن فرقے دارد

جو کچھ میں عرض کر گیا ہوں۔ ایسا بننا یہ بہت مشکل کام ہے۔ یہاں سے اٹھ کر ابھی گھر جائیں گے۔ بیوی نے ذرا خلاف طبع بات کہہ دی تو بگڑ گئے۔ اور اس کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیا۔ ماں سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ پندرہ دن گزر گئے ہیں۔ گھر بھی نہیں آئے۔ یہ اصلاح حال ہے؟ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہی ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ

کے بندے نہیں۔ نفس کے بندے ہیں۔ گھوڑے۔ بیل۔ ہاتھی۔ سب کی اصلاح حال آسان ہے۔ لیکن انسان کی اصلاح حال سب سے زیادہ مشکل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۃ الانبیاء ع ۷۔ پ ۱۷)۔ (ترجمہ۔ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے) کفار مکہ آپؐ سے لڑتے لڑتے جہنم رسید ہو گئے۔ لیکن ان کی اصلاح حال نہ ہوئی۔

ایک مثال

جوہری جواہرات کی ڈبیا وہاں لا کر کھولتا ہے۔ جہاں اس کے قدردان موجود ہوں۔ دہلی میں چاندنی چوک اور لاہور میں انارکلی میں جواہرات کی دکانیں ملینگی۔ کیونکہ راجے۔ مہاراجے اور نواب یہیں آتے ہیں۔ دیہات میں جوہری جواہرات لے کر نہیں جاتے۔ وہاں تو گاجر مولیاں بیچنے والے جاتے ہیں۔ آپ کو چونکہ اصلاح حال کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالٰے اصلاح حال کرنے والوں کو آپ کے ہاں نہیں بھجواتے۔

شیخ کامل

ہو اور طالب صادق ہو تو اللہ تعالٰے کے فضل سے اصلاح حاصل ہو جاتی ہے طالب صادق کے معنی ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جس کا کامل کے قلب سے عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ کنکشن ہو۔ شیخ کامل وہ ہو سکتا ہے۔ جو کتاب و سنت کا متبع ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ایک شخص صوفی کہلائے۔ آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ اور قبلہ عالم کہلائے۔ اگر اس کا مسلک کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اسکی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اسکی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائیگا اور تمہیں بھی ساتھ لے جائیگا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

پنجابیوں کے پیر

پنجابیوں کے ہاں پیر کی علامات یہ ہیں گیروے کپڑے پہنے۔ سر پر لٹیں رکھے۔ اور الٹی سیدھی باتیں کرے تو ایسے شخص کو پنجابی میں بڑا بزرگ سمجھتے ہیں۔

اس مجلس

کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرما دیں اور ہم سب کا دل تابع فرمان الٰہی ہو جائے۔ اس معنی میں ایک لاکھ۔ دو لاکھ بلکہ تین لاکھ میں اوسطاً ایک بھی نہیں۔ جس کی اصلاح حال ہو چکی ہو۔ یہ ایک مستقل فن ہے۔ اس کا مستقل پروگرام ہے۔ اور مستقل کورس ہے۔ کوئی دس سال کوئی بیس سال اور کوئی تیس سال میں اس کا کورس پڑھتا ہے۔ کامل زینہ بزینہ حسب استعداد اوپر چڑھاتا ہے۔ جو شخص کھانے میں، پینے میں، پہننے میں لینے میں، دینے میں، محبت میں۔ اور دشمنی میں۔ غرضیکہ ہر عمل حیات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جائے۔ ایسے شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ اس کی اصلاح حال ہو گئی ہے۔

دو قسم کی آنکھیں

آنکھوں کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ظاہر کی آنکھیں جو گنگا رام اور خوشحال سنگھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہیں۔ ۲۔ باطن کی جو مسلمانوں کو بہت کم ملتی ہیں۔ باطن کی آنکھوں کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○۔ باطن کی آنکھوں سے حلال حرام کا پتہ چلتا ہے۔ اندازہ کیجئے قرآن مجید کی رو سے باطن کے اندھے کتنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو باطن کی بینائی عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

تابع رضائے الٰہی کا جذبہ

پہلے دل میں یہ جذبہ پیدا کیجئے کہ ہر عمل حیات تابع رضائے الٰہی ہو جائے کسی سے راضی ہوں تو اللہ تعالٰے کو راضی کرنے کے لئے۔ کسی سے ناراض ہوں تو اللہ تعالٰے کو راضی کرنے کے لیے۔ جب دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو ہر معاملہ میں کسی عالم سے پوچھ لیا کیجئے کہ اس میں اللہ تعالٰے کو راضی کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ لیکن ایسا بندۂ خدا کوئی کوئی ملے گا۔ باقی سارے بندۂ نفس ہیں میرے پاس مرد اور عورتیں شکایتیں لے کر آتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا ہے لیکن رخصتی نہیں کرتے کوئی کہتا ہے کہ منگنی ہو گئی ہے۔ لیکن شادی کی تاریخ مقرر نہیں کرتے۔ جب کہتے ہیں تو یہ جواب دیتے ہیں کہ لڑکا افریقہ گیا ہوا ہے وہ واپس آئے گا۔ تو شادی کریں گے۔ بیوی کہتی ہے کہ میرا خاوند کمائی تو بہت کرتا ہے۔ لیکن خدا جانے خرچ کہاں کرتا ہے۔ یہ اسلام ہے!

قبر میں اصلاح حال

مرنے کے بعد قبر میں تو اصلاح حال سب کی ہو جائے گی۔ لیکن اس کا کیا فائدہ؟ اصلاح حال اس دنیا میں ہو جائے تو فائدہ ہے ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اس وقت سینما۔ شراب خانے۔ بدمعاشی کے اڈے مسلمانوں کے دم سے آباد ہیں۔

اس مجلس میں آنے کا فائدہ

جب آپ کو اللہ تعالٰے یہاں لاتے ہیں تو جو وہ مجھ سے کہلواتے ہیں اس کو غور سے سنا کیجئے۔ زبان سے اللہ ھُو کا پاک نام لیا جائے تو اس کا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ یہاں آنے جانے میں ہی رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اللہ ھُو کا پاک نام لینے والے غیر اللہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف نبی اکیلا ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف تمام قوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کی امداد فرماتے ہیں۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ (سورہ محمد ع ۱ پ ۲۶) (ترجمہ۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا)۔ اللہ ھُو کے پاک نام سے انسان کے دل میں جرأت پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ غیر اللہ کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اس مجلس میں آنے اور اپنی اصلاح حال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ ہمارا اللہ تعالٰے کے سوا کوئی نہیں اور ہمارا بھی اللہ تعالٰے کے سوا کسی سے قلبی تعلق نہیں۔ یہ کھرا کلمہ ہے لیکن مسلمانوں کی اکثریت کی یہ حالت ہے

باقی صفحہ ۱۸

لال دین انجم بی اے - بی ٹی

چودہ سو سالہ اسلام اور اقبال مرحوم کا عقیدتمندانہ کلام

اس دنیائے ہاؤ ہو میں بار ہا فتنوں نے سر اٹھایا ہر زمانے میں فتنے موسلا دھار بارش کے دھاروں کی طرح برسے جہنم کے شعلوں کی طرح لپکے۔ باد صرصر کے قیامت خیز جھکڑوں کی صورت اندھیرے وحشت انگیز تاریکی بن کر انسانی بستیوں پر چھائے اور زلزلوں کی شکل میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کا نقشہ دکھا گئے۔ ہاں ہاں قہرمانی طاقتوں نے صحیفہ روحوں کے کچلنے کی ناپاک کوششیں کیں۔ دجل و فریب نے سحر و طلسم سے زیادہ اپنا اثر دکھایا اور زمانے کے رذیلوں کو شرفائے وقت پر مسلط کرنیکی ایسی دوڑ دھوپ کی۔ لیکن پروردگار عالم نے اولاد آدمؑ پر ہمیشہ رحم کھایا۔ لہذا فتنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اور بنی نوع انسان کو شیطان کے انتقامی عزائم سے محفوظ و مصئون رکھنے کے لئے جب چاہا ایک ہادی بھیج دیا۔ جس کے کردار میں الہامی انوار کی جھلک۔ کلام میں ملکوتی جاذبیت۔ عزم و استقلال میں پہاڑوں سے زیادہ صلابت۔ ہر قدم للّٰہیت کا مظہر اور جس کے تمام ارادے جذبات اور خیالات مرضیات الٰہی میں فنا ہو کر بقائے دوام حاصل کئے ہوئے لہذا اس آسمانی رہنمائی پر خدائے قدوس کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے

دیکھئے! حضرت آدم علیہ السلام نے جس شرِ اکبر کو جنت میں فتنے کی آگ سلگاتے دیکھا۔ اس کو بیرون جنت اپنے بیٹے قابیل پر تسلط حاصل کرتے ہوئے پایا تو آسمان نے پیکرِ حلم۔ مجسمہ تسلیم و رضا حضرت ہابیل کے لاشے کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھا سیدنا یعقوبؑ کی ضعیفی پر آسمان اور زمین کو رحم آتا تھا۔ مگر آپکے بیٹوں کو۔ انکے خلاف فتنے پر فتنہ بپا کرنیکی ہی سوجھتی رہی اور اس گھر میں وہ ڈرامہ کھیلا گیا۔ جسکی نظیر تاریخی اوراق میں نہیں ملتی۔ تاریخ کا نام زبان پر آتے ہی میری چشم تصور کے سامنے عاد و ثمود کے واقعات بھیانک بھوتوں کی طرح منڈلانے لگ گئے ہیں۔ دقیانوس بادشاہ کے ظالم سپاہی اصحاب کہف کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ سیدنا ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے آتش نمرود کو بھڑکایا جا رہا ہے اور ہزاروں جادوگروں کا مجمع کلیم اللہؑ اور حضرت ہارونؑ کے گرد کھڑا ہے اور ادھر یہودی مسیح ابن مریم کو اپنے نرغے میں لیکر پریشان کر رہے ہیں۔

خیر! میرے ہمنشینو! فتنہ وہ آگ ہے۔ جو نظریات کے اختلاف کا دوسرا نام ہے۔ یہاں اولاد آدم دو بڑے بڑے گروہوں میں بٹ کر رہ جاتی ہے۔ اس جگہ شقی و سعید کی راہیں مختلف ہو جاتی ہیں۔ پھر سن لو کہ فقط نظریات کے اختلاف سے اس آسمان کے نیچے انتقام و غضب کے زلزلے انسانی آبادیوں کو تہ و بالا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ مرور زمانے کے کئی ادوار سے قطع نظر مکہ مکرمہ کی سرزمین پر نظر ڈالیے۔ یہی وہ سرزمین ہے۔ جس کو مشیت ایزدی نے ظہور قدسی کیلئے چن لیا تھا۔ مگر انوار محمدیہؐ کی تابانیوں سے پہلے۔ یہ خطہ ہزاروں کیا۔ لاکھوں فتنوں کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ شیطان اپنی فتح و کامرانی پر نازاں تھا اور ہدایت آسمانی کہیں سمندروں کی تہوں میں سر چھپا چکی تھی۔ اس موقعہ پر قادر مطلق نے نسل انسانی کا سب سے بڑا ہادی مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ ابلیسی عزائم کو کچلتا ہوا افراد جنس کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ اس جگہ پر ابوجہل کی طاغوتی حرکات کا ذکر نہ کرنا بھی بڑی غلطی ہوگی۔ کیونکہ اس ظالم کا ابتدائے آفرینش سے قیامت تک فتنہ پردازی میں کوئی مثیل پیدا نہیں ہوگا۔ عتبہ اور ابوسفیان (اسلام لانے سے پہلے) تو اسکے معمولی چیلے چانٹے تھے۔ اس نے رسالت کے مہر تاباں کو پردۂ شرق سے طلوع ہوتے دیکھا تو اژدہا کی طرح حسد سے پیچ و تاب کھانے لگا۔ سارے عرب میں دین مصطفٰےؐ کے خلاف ایک آگ سی لگا دی اور ہم نے دیکھا کہ تمام قبائل کی خوں آشام تلواریں شب ہجرت نیاموں سے باہر آ چکی تھیں۔ گویا کفر و ظلمت کی مہیب آندھیوں نے اپنے زلزلہ خیز تھپیڑوں سے شمع رسالت کو بجھانے کی آخری کوشش بھی صرف کر دی۔ مگر اس وقت آسمان سے آواز آئی۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

(اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرنیوالا ہے اگرچہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں)

بابائے صحافت مولانا ظفر علی مرحوم نے اسی روشن حقیقت کو اپنے الفاظ میں یوں پیش کیا ہے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی مکہ معظمہ میں بیشمار فتنوں کے درمیان گھری ہوئی تھی مگر مدینہ منورہ کی عقیدت سے گونجتی ہوئی مقدسی فضاؤں میں بھی اعتقادی نفاق کے مریض عبداللہ بن اُبی ابن سلول اور اسکے ساتھی موجود تھے۔ جن کے خبث باطن اور ناہنجار زبان کا پتہ قرآن عزیز کی اس آیت سے چلتا ہے۔ سرور کونینؐ اور آپؐ کے پاکباز صحابہؓ کے متعلق کہتے ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

(وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ہمیں سے عزت والا ذلیل کو ضرور نکال دیگا)

اور یہی وہ فتنہ و فساد کا علمبردار تھا جو میدان احد میں رحمۃ للعالمین سے کٹ کر تین سو آدمیوں کو لیکر علیحدہ کھڑا تھا۔ علاوہ ازیں مدنی زندگی میں منافقین کی ریشہ دوانیاں اور یہود کی خفیہ سازشیں اگر تفصیل سے حوالہ قلم کی جائیں تو یہ مضمون کئی صفحات پر پھیل جائیگا۔ لہذا بنظر اختصار چند فتنوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور یہ امراز بسکہ ضروری بھی ہے تاکہ دور حاضرہ کے فتنوں کے آغاز افتاد۔ اسباب و ذرائع منازل ارتقا۔ ارباب فتن کی تلون مزاجیاں اور ان کے تباہ کن اغراض کے نتائج و عواقب سے خلق خدا آگاہ ہو سکے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ سے عہد خلافت کا آغاز ہوا تو مدعیان نبوت کی یلغار مرتدین اسلام کا وجود اور منکرین زکوٰۃ کے دعاوی دراصل اس دور کے فتنوں کی مختلف صورتیں تھیں اور اگر صدیق اکبر کے دست مبارک میں قادر مطلق نے سیف اللہؓ اور ابو عبیدہؓ جیسے میدان تہور کے شہسوار نہ دیئے نہ دیئے ہوتے تو اسلامی دنیا بڑے بڑے خطرات میں گھر کر رہ جاتی۔ اس مبارک دو سال کے عرصہ قلیل میں اسلامی افواج کے لیئے چاروں طرف رستے ہموار ہو چکے تھے اب فاروق اعظمؓ خادم دین بن کر امیرالمومنین کے لباس میں سامنے آئے اور ادھر مشیت ایزدی کا تقاضا تھا کہ دور نبوت کی رحمت بار تبلیغی سرگرمیوں کے بعد عہد خلافت میں اسلام کے غلبہ و استیلاء کا ظہور اتم بھی ہو۔ لہذا ایسا ہی ہوا۔ جب فاروقؓ عہد میں فتوحات کا تانتا بندھ گیا تو اس وقت جزیرۃ العرب سے فتنوں کا کلیتہ استیصال معلوم ہوتا تھا۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ وہ بارہ سال ۴ ماہ اور دس دن کی خاموشی فتنوں کی موت کی میعاد نہیں تھی۔ بلکہ فاروقی شمشیر کی چمک سے فتنہ پرور نابکاروں کی نگاہیں کچھ عرصے کیلئے خیرہ ہو کر رہ گئی تھیں۔ اس لئے ابو لؤلؤ مجوسی کا حضرت عمرؓ پر حالت نماز میں حملہ اس شقی الازل کا ذاتی فعل سمجھا گیا تھا۔ لہذا فاروقی انوار کو بغیر کسی تحقیق کے اپنے پیشرو آقاؤں کے پہلو میں لٹا دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

خلافت عثمانی کے پانچ سال پُر امن طریق پر گزرتے ہی نو مسلم یہودی عبداللہ بن سبا کی سازشی طینت نے ساری اسلامی دنیا میں عقائد کی بنا پر وہ فتنہ انگیزی شروع کر دی جو کہ حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیوں اور شہادت ذوالنورین میں منتج

ہوئی۔ اب فتنے سیل بے پناہ بن کر اسلامی دنیا پر چھا گئے۔ حاسدین اسلام کی ہیزم کشی کی وجہ سے عام لوگوں کو بڑے بڑے اصحاب تقویٰ پر بھی اعتماد نہ رہا۔ حسن ظن غلط فہمی اور سوءظنی سے بدل گیا اور جو دیوار جو صدیقیؓ و فاروقیؓ عہد میں بنیان مرصوص کا عملی مظہر تھی۔ اس کی اینٹیں ریگ زار عرب پر بکھر گئیں۔

اس کے بعد خلافت راشدہ کا آخری چراغ سیدنا علیؓ کے بابرکت وجود میں بساط اسلام پر ضوفگن ہوا۔ مگر دشمنان دین کی پھونکیں اس وقت باد صرصر کے تھپیڑوں سے تبدیل ہو چکی تھیں اور ادھر جاہ طلبی کے عفریت بھی اکثر لوگوں کے سروں پر سوار ہو چکے تھے تاہم یہ سراجاً منیرا سے مستنیر چراغ اپنی آخری ٹمٹماہٹ تک بھی منہاج رشد و ہدایت پر بھی روشنی ڈالتا رہا اور آخرکار خاموش ہو گیا۔

اب دنیائے دوں کے متوالوں کو اپنی عافیت اندیشی کیلئے پروردگار عالم کی طرف سے ایک لمحہ فکریہ پیش کیا گیا۔ بالفاظ دیگر حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کرکے کچھ عرصے کیلئے اسلامیان عالم کو خونریزی سے بچا لیا تھا اور وہ لوگ جو جاہ طلبی کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئے مارتے پھرتے تھے اور ان کی ہوسناکیوں کا تقاضا تھا کہ خرمن اسلام کے ایک ایک دانے کو بھسم کر دیا جائے ان کے لئے فاطمۃ الزہرا کے فرزند اکبر نے اپنے درویشانہ عمل سے دعوت ہوش و فکر کا سامان مہیا کر دیا تھا گویا کہ ان کو عملی طور پر بتا دیا تھا کہ اگر وقت کا معاویہ اسلام کی خدمت اور حفاظت کر سکتا ہے تو خلافت برضا و رغبت اس کے حوالے کر دینا امر احسن ہے۔ لہٰذا ایسا ہی ہوا۔

اور بنظر اختصار سیدہ کے لال حضرت امام حسینؓ نے وقت آنے پر کائنات کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اجاگر کر دیا کہ اگر وقت کا یزید اسلامی اقدار کو اپنی نفسانی خواہشات کا شکار بنا رہا ہو تو اسکے خلاف میدان جہاد میں جان مال بلکہ اولاد کو قربان کر دینا عین اسلام اور احیائے دین ہے۔ ایسے موقعہ پر خالق اکبر کی خوشنودی وہی فرزندان اسلام حاصل کر سکتے ہیں جو اسکی راہ میں جان دینا جانتے ہوں۔ کیونکہ

سرخیوں سے خون کی آتا ہے تاریخوں میں رنگ
کربلاؤں سے ہے دین مصطفےٰ کی آبرو

ہائے! کربلا کا واقعہ قیامت تک مسلمانوں کیلئے خونیں آنسوؤں کی یاد ہے۔ خدائے قدوس کی قسم انسانی وجود میں دلوں کی جگہ پتھروں نے نہ لے لی ہو تو اس واقعہ کرب و بلا کے خالی تصور سے ہی انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ بدوی خیموں سے شاہی محلات کے بسنے والے کلمہ گو مرد و زن تا قیام قیامت جب بھی اس سانحۂ عظیم کا حال سن پائیں گے۔ دل تھام کر رہ جائیں گے۔ کیوں؟ فقط اس لئے کہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مومن کا جزو ایمان ہے اور کربلا کے شہید اکبرؓ کو حضور انورؐ پیار سے چوما کرتے اور اپنے کندھوں پر سوار فرمایا کرتے تھے

آپ کو تعجب ہوگا کہ اگر میں ایسے واقعات کو عبداللہ بن ابی کی کامیابی کی طرف منسوب کروں۔ مگر یاد رہے میرا یہ کہنا ادیبانہ انداز تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ تاریخی شواہد ان چیزوں کے لئے موجود ہیں اور حالات کا نفسیاتی تجزیہ بھی اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر منافقین کی سازشوں سے عہد نبوت میں چند ایک دفعہ مہاجرین اور انصار کی باہمی کشمکش کے امکانات پیدا ہو سکتے تھے تو کیا وجہ ہے۔ کہ مہر رسالت کی روپوشی کے بعد اس بدنہاد فرقے کو اپنے انتقامی جال پھیلانے سے گریز ہو اور ادھر فتوحات اسلامیہ کی بھرمار نے اکثر مسلمانوں کے گھروں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ جس سے طبیعتوں کے رجحانات دنیاوی لذات کی طرف مڑ رہے تھے خیر! جو کچھ خدا تعالےٰ کے علم محیط میں موجود تھا۔ ظہور پذیر ہو رہا تھا۔ اور ہو کر رہا۔

اب میں اُن تمام فتن کی فہرست پیش نہیں کروں گا۔ جس نے امت مسلمہ کو عقاید کی موشگافیوں میں پھنسا کر کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا اور نہ ہی اسرائیلیات اور موضوعات کی نشان دہی کروں گا۔ جو حشرات الارض کی طرح منظر عام پر آ رہی تھیں۔ اگرچہ ہر زمانے میں یہ اور اس قسم کی باقی تاویلات نے ہزاروں فتنوں کو جنم دیا۔ مگر کروڑہا رحمتیں ہوں ان ہادیان وقت کی قبروں پر جن کی مساعی جمیلہ نے اسلام کی صحیح صورت کو ہر موقعہ پر قائم رکھا اور جابر سے جابر حاکمان وقت کے تشدد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کتاب و سنت کو نہایت استقلال سے اپنے سینوں میں جگہ دی۔ بلکہ اس کار خیر کی خاطر اپنی جانوں تک کو بھی قربان کر دیا۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جسکو بخشے ہیں حق نے آداب خسروانہ

آج جبکہ ہم عہد رسالت سے چودہ سو برس دور بیٹھے ہیں۔ اس دور کا ہر مفتری مفتئ زبان ہونے کا دعویدار بنا ہوا ہے اہل مغرب کی دنیاوی رفعتوں نے دلوں کو ایمان کی لذت سے بیگانہ کر دیا ہے۔ کالجوں کی نئی تعلیم نے ہماری پود سے کتاب و سنّت کا ذوق ختم کر دیا ہے۔ زندقہ و الحاد کی عام ترویج ہے۔ مگر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو عربی کا ایم اے یا اسلامیات کا ایم۔ اے کر لیتا ہے۔ وہ سالوں میں نہیں۔ بلکہ چند مہینوں میں علامہ کہلانے لگتا ہے۔ ہائے افسوس اس کی قابلیت کا۔ امتیازی نشان یہ ہوتا ہے کہ وہ بے دھڑک سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدسی الاصل دین پر سوفیانہ حملے کرنے لگتا ہے۔ بعض مسلمات کی نئی نئی تعبیریں پیش کی جاتی ہیں اور حقائق ثابتہ کو حالات زمانہ کے تابع بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ کہیں تجدید و احیائے دین کے جال پھیلائے جاتے ہیں۔ کہیں اجرائے نبوت اور حیات مسیحؑ کے مسائل میں سادہ لوح لوگوں کو الجھایا جا رہا ہے اور کسی طرف احادیث نبویؐ سے بیگانگی کا درس دیا جا رہا ہے۔ تاکہ پیغمبر آخرالزمان کی ساری زندگی کا نقشہ شکوک و شبہات کے تاریک پردوں میں چھپ کر رہ جائے۔ اس پر طرّہ یہ کہ یار لوگ ہر سامری فن کے گوسالہ کی پوجا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ اس بے بسی کے عالم میں بھی علمائے خیر اپنی شبانہ روز مجاہدانہ کوششوں سے دین مصطفویؐ کی خدمت میں مصروف ہیں۔ لہٰذا دعا ہے کہ خدائے لایزال ان حضرات کو قیامت تک اپنے دین کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ کالجوں کے تعلیم یافتہ نوجوان علماء کرام سے بدکتے ہیں اور ان کی تصنیفات اور پاکیزہ صحبتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اس ماحول میں ہم نے بہتر سمجھا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کے اس مبارک کلام کو پیش کیا جائے جو کتاب و سنت کی تائید میں لکھا گیا ہے اور اس میں علامہ مرحوم نے مسلمانان عالم کو توحید حُبّ رسول اللہؐ اور چودہ سو سالہ مدنی دین کی طرف رجوع کرنیکی دعوت دی ہے آخر میں ہم تمام تعلیم یافتہ مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دور حاضرہ کے بناسپتی علاموں کو اپنا رہنما بننے کا موقعہ نہ دیں۔ ورنہ ہر رسالے کا مدیر اور ہر اخبار کا ایڈیٹر پیشوائی کے زعم باطل میں اپنے مطبوعات کے قارئین کو مریدان عقیدت کیش سمجھنے لگ جائے گا ✦

پرچہ نہ ملنے کی اطلاع فوراً دیں۔

ابن عبد الرحمٰن لدھیانوی

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں سے خطاب

ازواجِ مطہرات نے کہا تھا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں کا ذکر ہے۔ عورتوں کا کہیں نہیں۔ اور بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ ہمارے متعلق بھی کوئی آیت نہیں اُتری تو فرمایا

(۱) إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ پ۲۲ ع۲

ترجمہ :۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں ۔ سچے مرد اور سچی عورتیں۔ صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں۔ خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں ، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنیوالے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے ان کے واسطے مغفرت تیار رکھی ہے اور بڑا ثواب بھی۔

اس آیت سے تسلی ہو گئی کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے ہاں رائیگاں نہیں جاتی۔ جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں۔ عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کھلا ہے۔

(۲) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

پ۱۴-ع۱۹

ترجمہ۔ جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان پر ہے۔ تو اُس کو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی اور بدلے میں دیں گے ان کو حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے

تشریح۔ حاصل یہ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً نیک ہوں۔ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ہم اس کو ضرور پاک۔ ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دُنیا میں حلال روزی قناعت و غنائے قلبی۔ سکون و طمانیت ذکر اللہ کی لذّت۔ حب الٰہی کا مزہ۔ ادائے فرض عبودیت کی خوشی ، کامیاب مستقبل کا تصوّر۔ تعلق مع اللہ کی حلاوت بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ اس آیت نے بتلا دیا۔ کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے۔

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کو جانچ لو۔ اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو۔ پ۲۸- ع۸-

یعنی دل کا حال تو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ لیکن ظاہری طور سے ان عورتوں کی جانچ کر لیا کرو۔ آیا واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ کر آئی ہیں۔ کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ ان کا امتحان کرتے تھے۔ اور حضورؐ کی طرف سے ان سے بیعت لیتے تھے۔ اور کبھی حضورؐ خود بنفس نفیس بیعت لیا کرتے تھے۔

(۳) وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ پ۲۴- ع۱۰-

ترجمہ۔ اور جس نے کی ہے بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو۔ سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں۔ روزی پائینگے وہاں بے شمار

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اُخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلا دی۔ کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ عقلمند کو چاہیئے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ پ۲۸- ع۸-

ترجمہ۔ اے نبی! جب آئیں آپؐ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں۔ بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں۔ اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور آپ کی نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان کو بیعت کر لے اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عورتیں بیعت کرتی تھیں تو آپ اُن سے یہی اقرار لیتے تھے (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ (۲) چوری نہ کریں (۳) زنا نہ کریں۔ (۴) اور جاہلیت کے زمانہ کی طرح لڑکیوں کو زندہ درگور نہ کریں۔ یا رزق کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کریں۔ (۵) کسی پر جھوٹا دعوےٰ نہ کریں۔ یا جھوٹی گواہی نہ دیں۔ اور جھوٹی قسم نہ کھائیں۔ لیکن بیعت کے وقت کبھی کسی عورت نے آپؐ کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ جو کوتاہیاں ان امور میں پہلے ہو چکی ہیں۔ یا احکام کی تعمیل میں آئندہ کوئی کمی رہ جائے تو آپؐ ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ آپ کی برکت سے ان کی تقصیر معاف کر دے گا۔

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی تھیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس

بد اخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مذہب اسلام کب برداشت کرسکتا ہے؟ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی بنا پر بغیر زیب و زینت کے اور معمولی لباس میں چھپ کر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے لیکن رسول پاکؐ پسند اسی کو کرتے ہیں۔ کہ ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقعہ نہ دے۔

جو عورتیں نیک ہوتی ہیں۔ وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں۔ اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کی پیٹھ پیچھے اسکی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔

(۵) فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ط پ ۵ ۔ ع ۳ ۔

ترجمہ۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں۔ سو تابعدار ہیں۔ نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو، تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو، پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو ان پر الزام کی راہ مت تلاش کرو۔ یعنی اگر عورت خاوند سے بدخوئی کرے تو پہلے اس کو زبانی فہمائش کی جائے۔ اگر نہ مانے تو اس سے علیحدہ سوئے۔ پھر بھی نہ مانے تو اس کو ہلکا سا مارے یہ نہیں کہ نشان پڑ جائے۔ ہڈی ٹوٹ جائے ✦

ارشادات نبویؐ

(۱) حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ کہ ایک مرتبہ حضور عیدالضحیٰ یا عیدالفطر کی نماز کو عیدگاہ کی طرف چلے۔ راستہ میں آپ کا گذر عورتوں کے ایک ہجوم کے پاس سے ہوا۔ آپؐ نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے عورتو! تمہیں صدقہ دینا چاہیے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ سب سے زیادہ دوزخ میں عورتیں ہونگی۔ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ کیوں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اوّل تو اس لئے تم لعنت و ملامت زیادہ کرتی ہو۔ دوسرے اس لئے کہ اپنے شوہر کی ناشکری کی صفت بھی تم میں ہے۔ تیسرے یہ کہ تم سے زیادہ عقل و دین میں کمزور اور مرد فرزانہ کے لئے ہوشربا کوئی دوسرا نہیں، یہ سن کر وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! ہم ناقص العقل کس وجہ سے ہیں اور ناقص دین کیونکر ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کی نصف نہیں ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ (یہ بات تو ضروری ہے) فرمایا کہ بس یہی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب کوئی عورت حائضہ ہو تو اس پر نہ نماز ہے۔ نہ روزہ۔ عورتوں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ (یہ بھی صحیح ہے) ارشاد فرمایا کہ بس یہی دین کا نقص ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

(۲) حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اکرمؐ نے فرمایا جو عورت پانچوں وقت نماز پڑھتی رہی اور ماہ رمضان کے روزے پورے رکھتی رہی اور اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا۔ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہی۔ تو وہ جنت کے جونسے دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو سجدہ کی اجازت دی جاتی تو میں عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(۴) حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس عورت کا شوہر اس سے رضامندی کی حالت میں مر جائے تو وہ عورت جنت میں داخل ہو جائے گی۔

(۵) حضرت طلق ابن علیؓ کہتے ہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی عورت کا شوہر اس کو اپنی کسی حاجت روائی کے واسطے بلائے تو اگر اس وقت یہ تنور پر بیٹھی ہو (اور روٹی کے جلنے کا خوف ہے) تب بھی فوراً چلی آئے۔

(۶) حضرت معاذؓ کہتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو جنت کی حور (جو اس کی زوجیت میں ہوگی) کہتی ہے۔ خدا تیرا برا کرے۔ اس کو تکلیف نہ پہنچا۔ کیونکہ یہ غریب مسافر ہے۔ تجھ سے جدا ہو کر عنقریب ہمارے پاس آنے والا ہے۔

(۷) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ عورتوں میں سے کونسی عورت بہتر ہے؟ فرمایا وہ عورت جس کو تو جب دیکھے تو خوش ہو اگر تو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اگر کسی بات کو برا سمجھے تو اپنی ذات اور مال میں اس کی مخالفت نہ کرے۔

(۸) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا چار ایسے امور ہیں کہ اگر حاصل ہو جائیں تو تمام دنیا اور آخرت کی بہتری ہاتھ آ جائے۔ (۱) شکر کرنے والا دل (۲) ذکر کرنے والی زبان (۳) اور ایسا جسم جو مصیبتوں پر صبر کرنے والا ہے۔ اور (۴) ایسی زوجہ جو اپنے مال اور نفس میں شوہر کی خیانت نہ کرے۔

(۹) حضرت جابرؓ کا بیان ہے۔ نبی انورؐ نے فرمایا۔ تین شخصوں کی نہ دعا قبول ہوتی ہے۔ نہ ان کا نیک عمل آسمان کی طرف عروج کرتا ہے۔ (۱) بھاگا ہوا غلام۔ جب تک اپنے آقا کے پاس واپس نہ آ جائے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ دیدے۔ (۲) وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔ (۳) وہ شخص جو کسی نشہ کی وجہ سے بیہوش ہو۔ جب تک اسے ہوش نہ آ جائے۔

(۱۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ کبھی سیدھا راستہ اختیار نہیں کرے گی۔ اگر تمہاری خوشی ہو تو اسی طرح اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو کبھی سیدھی نہ ہوگی۔ بلکہ تم کو توڑنا پڑے گا۔ (مشکوٰۃ باب معاشرت بالازواج)

خوشنما عکسی قرآن مجید مترجم و محشی

ترجمہ از مولانا محمود الحسنؒ تفسیر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

قابل دید صحت و نفاست، زیبائش و آرائش

دو رنگ عکسی بلاکوں سے طبع شدہ، حاشیہ و متن پر

دلکش بیل سبز و نارنج، جلد سنہری ڈائی دار، سائز $\frac{22 \times 32}{8}$

۳۲ پونڈ۔ ہدیہ سولہ روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک۔ نمونہ مفت

مکتبہ نورانی (ناشران قرآن مجید) اچھرہ لاہور

محمد شفیع محمد الدین

خسارہ مند کون ہیں؟

قسط دوئم

۱۲۔ دین کے مخالف

لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ه (الانفال آیت ۳۷)

ترجمہ۔ تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے جُدا کر دے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر دھر کر ڈھیر بنائے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دے۔ اور وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی صاحبؒ

موضح القرآن میں ہے کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کریگا۔ اس درمیان میں کافر اپنا جان و مال کا زور خرچ کر لیں گے۔ تاکہ نیک و بد جدا ہو جاوے یعنی جن کی قسمت میں اسلام لکھا ہے۔ وہ سب مسلمان ہو چکیں اور جن کو کفر پر مرنا ہے۔ وہی اکٹھے دوزخ میں جائیں۔ یعنی دینوی و اُخروی دونوں قسم کا نقصان اور خسارہ اُٹھایا۔

اب بھی جو شخص اپنی جد وجہد دین برحق کی مخالفت میں جاری رکھے اسے اپنا انجام سوچ لینا چاہیئے۔ یہ دین تو ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے گا۔ مخالف کم بخت اپنا ہی بگاڑے گا۔

۱۳۔ دین میں تذبذب

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ه (الحج آیت ۱۱)

ترجمہ۔ اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے فائدہ پہنچ گیا تو اس کی عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی۔ یہی وُہ صریح خسارہ ہے۔

یعنی دل میں استقلال کا جذبہ نہیں طبیعت میں تذبذب ہے۔ اتنی سمجھ نہیں کہ دنیا میں انسان کو سردی، گرمی، دُکھ سُکھ رنج و راحت اور سود و زیاں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ پکا مسلمان تو وہ ہے جو ان سب حالات سے مستقل مزاجی سے گذر جائے۔ دنیا وی نفع و نقصان کا خیال اسے دین سے منحرف نہ کر سکے۔ کیونکہ خیر و شر میں اس کی آزمائش ہے۔

وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ (الانبیاء آیت ۳۵) — ترجمہ اور ہم تمہیں بُرائی اور بھلائی سے آزمانے کے لئے جانچتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں پر نظر دوڑائیے کہ وہ حضرات کس طرح دین پر پختہ قدم رہے اور دنیوی سختیوں کی پرواہ تک نہ کی۔ مثال کے طور حضرت خباب بن ارت رضؓ کو لیجئے۔ آپ غلام تھے۔ جب مسلمان ہوئے تو آقا کو ناگوار گزرا۔ آپ کی پیٹھ ننگی کر کے انگاروں پر لٹایا جاتا۔ ایک آدمی چھاتی پر ایک بھاری پتھر رکھ کر مسلتا۔ یہ فعل تب تک جاری رہتا۔ جب تک زخموں سے رطوبت بہہ کر آگ نہ بجھا دیتی۔ ایک دفعہ سنگدل آقا نے لوہا گرم کر کے آپ کا سر داغ دیا۔ مگر آپ نے یہ سب تکلیفیں صبر و استقلال سے دین برحق کی خاطر جھیل لیں۔ (سیر الصحابہ مہاجرین حصہ دوم)

۱۴۔ بدگمانی

وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ه (حم السجدہ۔ آیت ۲۳) — ترجمہ۔ اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا۔ تمہیں برباد کیا۔ پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگئے۔ ہم گناہ کرتے وقت اس بات کا بالکل خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب افعال سے آگاہ ہے۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ه (الملک آیت ۱۴)

ترجمہ۔ اور وہ بڑا باریک بین خبردار ہے۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں۔ وہ دیکھ رہا ہے

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ه (التغابن آیت ۲۔) ترجمہ۔ جو کچھ آپ کر رہے ہیں اللہ دیکھ رہا ہے۔

وہ ہماری ظاہری اعمال اور باطنی نیتوں سے واقف ہے

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ه (التغابن ۱۸) — ترجمہ۔ سب چھپی اور کھلی جاننے والا غالب حکمت والا ہے۔

کل کو قیامت کے دن بڑی رسوائی ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ خود ہمارے گناہوں کا اظہار فرمائیں گے۔ کراماً کاتبین سارا ریکارڈ پیش کریں گے۔ اور علاوہ ازیں ہمارے کان، ہماری آنکھیں اور ہماری کھالیں جو کچھ ہم کرتے تھے گواہی دیں گے۔ گناہ کرتے وقت انسان سمجھتا ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ دوسرا اس کے مقرر کردہ رپورٹر کراماً کاتبین ریکارڈ مرتب کر رہے ہیں۔ اور تیسرا خود اس کا اپنا وجود موجود ہے۔ جو کل اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

حدیث۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ یکایک ہنسنے لگے۔ اور پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ فرمایا، میں بندہ اور اس کے درمیان منہ در منہ گفتگو ہونے کا خیال کر کے) ہنس رہا ہوں۔ قیامت کے دن بندہ اپنے پروردگار سے کہیگا۔ اے پروردگار کیا تونے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی۔ جیسا کہ تونے فرمایا ہے۔ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ه سورۃ الکہف آیت ۴۹ یعنی تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا) خدا تعالیٰ فرمائیگا ہاں (میں نے تجھے پناہ دی ہے) پھر بندہ کہے گا میں اپنی ذات اپنی ہی قوم کا گواہ چاہتا ہوں (یعنی کسی اور قوم کی گواہی معتبر نہیں سمجھتا) خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ خود تیری ذات ہی تیری گواہ ہوگی۔ (یعنی خود تو اور تیرے اعضا ہی تیری گواہی دیں گے) اور پھر وہ فرشتے جو تیرا اعمال نامہ لکھتے تھے تیری گواہی دیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بندہ کے منہ پر مُہر لگائی جائیگی اور اسکے

اعضائے جسم سے کہا جائے گا بولو۔ چنانچہ اس کے جسم کے اعضاء اس کے اعمال کو بیان کر دیں گے اور پھر اس مہر کو جو منہ پر لگائی گئی تھی توڑ دیا جائے گا۔ اور بندہ بدستور سابق باتیں کرنے لگے گا۔ اور اپنے اعضاء سے کہے گا۔ دور ہو بدبختو اور ہلاک ہو۔ میں تو تمہارے ہی لئے خدا سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ (مشکوٰۃ)

ہمیں اس حقیقت کو ہر وقت زیر نظر رکھ کر گناہوں سے بچنا چاہیئے ؎

چرا از حالِ قیامت دمی نیندیشی
کہ حالِ بیخبراں سخت زار خواہد بود
بہشت میطلبی از گنہ نپرہیزی
بہشت منزلِ پرہیزگار خواہد بود
(حضرت سعدیؒ)

یعنی گناہ کرتے وقت تو قیامت کا خوف کیوں نہیں کرتا؟ کیا تجھے معلوم نہیں غافلوں کا حال بہت برا ہوگا؟ تو بہشت کی طلب تو کرتا ہے۔ مگر گناہوں سے نہیں رکتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بہشت ان کا ٹھکانا ہے جو گناہوں سے رکے رہتے ہیں۔

١٥۔ شیطان کے ساتھی۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ٥ (حٰمٓ السجدہ آیت ٢٥)

ترجمہ۔ اور ہم نے اُن کے لئے کچھ ہم نشین مقرر کر دیئے۔ پس انہوں نے ان کو وہ (برے کام) اچھے کر دکھائے جو پہلے کر چکے تھے اور جو پیچھے کرینگے اور اُن پر حکم الٰہی ثابت ہو چکا تھا پہلی اُمتوں کے ضمن میں جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں گذر چکی تھیں۔ بے شک وہ نقصان اُٹھانے والے تھے

کفار اور مشرکین صراط مستقیم سے بھٹک کر اپنی صحیح فطرت کو کھو بیٹھے۔ اور شیطان الجن والانس کے بہکاوے میں آ گئے۔ اپنے برے عملوں کو اچھا سمجھنے لگ گئے۔ ایسے لوگ ٹوٹا اٹھانے والے ہیں۔ ایسوں کو شیطان ان کے برے اعمال اس رنگ میں پیش کرتا ہے کہ انہیں اچھا سمجھتے ہیں۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ (الانعام ع ٥) — ترجمہ۔ اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کرتے تھے۔

١٦۔ شیطان کا گروہ

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ٥

ترجمہ۔ ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ (المجادلۃ آیت ١٩)

بقول حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ "شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہے۔ نہ دنیا میں اُن کے منصوبے آخری کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ آخرت میں عذاب شدید سے نجات پانے کی کوئی سبیل ہے"۔

حدیث۔ جس بستی یا جنگل میں تین شخص بھی ہوں اور ان میں نماز قائم نہ کی جاتی ہو تو ان پر شیطان چھا جاتا ہے۔ پس تو جماعت کو لازم پکڑے رہ۔ بھیڑیا اُس بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو۔ (ابن کثیرؒ بحوالہ ابو داؤدؒ)

حاصل یہ نکلا کہ نماز با جماعت قائم کرنا شیطان سے بچاؤ کا ایک عمل ہے

١٧۔ حشر کا منکر

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم پر تف ہے۔ کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا۔ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر گئیں۔ اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے یہ ہے کیا مگر پہلوں کے افسانے (الاحقاف آیت ١٧)

یہ اس کا حال ہے جو کافر ہے اور ماں باپ سمجھاتے ہیں۔ ایمان کی بات نہیں سمجھتا (موضح القرآن)

ماں باپ بڑے شفیق ہیں۔ اپنے لخت جگر کو راہ راست پر لا رہے ہیں۔ اس کی بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی بھلائی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔ مگر یہ سیاہ بخت اساطیر الاولین (پہلوں کے افسانے) کہہ کر اپنی بے دینی پر اڑا رہتا ہے۔ اب یہ بدبخت ان بدبختوں کے نقش قدم پر چل پڑا جو بعث بعد الموت کے منکر ہیں اور ان کی طرح برباد ہو گیا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ٥ (الاحقاف آیت ١٨)

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہے گا۔ جو ان سے پہلے جن اور انسان گذرے ہیں۔ بے شک وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

باطل پرست گوش ہوش سے سن لیں کہ قیامت ضرور آئے گی اور اس دن وہ گھاٹے میں رہیں گے۔

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ٥ (المومن آیت ٧٨) — ترجمہ۔ پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا۔ ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جائے گا اور اس وقت باطل پرست نقصان اُٹھائیں گے۔

اب ان کی سزا کا حال بھی سن لیجئے "اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے۔ ایسے حال میں کہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے۔ چھپی نگاہ سے دیکھ رہے ہوں گے۔
(الشوریٰ آیت ٤٥)

(اس وقت ایمان والے انہیں کہیں گے)
وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ (الشوریٰ آیت ٤٥)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ کہیں گے جو ایمان لائے تھے۔ بے شک خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں رکھا۔

١٨۔ اللہ کا انکار

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ٥ (العنکبوت آیت ٥٢) — ترجمہ۔ کہدو۔ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جانتا ہے اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لائے۔

باقی صفحہ ١٨ پر

محترمہ بیگم شیخ منیر احمد
گجرات

صلہ رحمی

سلسلہ کیلئے دیکھیں خدام الدین ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء

طبرانی نے مضمون ذیل لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے یہ نہ بتلاؤں کہ دنیا و آخرت میں سب سے اعلٰے عمل کیا ہے جو تجھ سے جدائی کرے تو اس سے وصل کرے اور جو تجھے محروم رکھے تو اس کو محروم نہ رکھ اور جو تجھ پر جور و جفا کرے۔ تو اس پر ظلم روا نہ رکھ۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ وہ نیکی جس کا بہت ہی ثواب ملتا ہے۔ وہ صلہ رحم اور رشتہ داروں سے احسان کرنا ہے اور جو بدی کہ جس کا بہت جلد عذاب ملتا ہے وہ بغاوت و قطع رحمی ہے۔ طبرانی نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے کرنیوالے کو دنیا میں جلدی عذاب دیا جاوے اور آخرت میں بھی اس کے لئے ذخیرہ کیا جاوے۔ سوائے قطع رحمی کے اور خیانت و جھوٹ کے اور جس نیکی کا ثواب بہت جلدی ملتا ہے۔ وہ صلہ رحم ہے۔ جہاں تک کہ وہ خاندان جس میں باہمی صلہ رحمی ہے وہ فاسق فاجر ہو تو بھی ان کے مال بڑھتے ہیں اور ان کی جمعیت زیادہ ہوتی ہے۔

تاریخ خلفائے بنی العباس میں حضرت جعفرؓ بن محمد سے روایت ہے کہ ابراہیم بن عباس کو قتل کر دینے کے بعد ہمیں مدینے سے کوفے میں لے گئے۔ اور ہم میں سے کسی بالغ کو مدینے میں نہ رہنے دیا۔ ہم کوفے میں باری باری اپنی شہادت کے منتظر تھے۔ کہ ایک دن ربیع بن حاجب آیا اور پوچھنے لگا کہ وہ سادات کہاں ہیں؟ ان میں سے دو سمجھدار آدمیوں کو امیر المومنینؓ کے حضور میں پیش کرو۔ چنانچہ میں اور حسن بن زید اندر گئے اس وقت امیر المومنین منصور انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں بیٹھا تھا تخت کے سامنے پہنچ کر ہم نے سلام کیا۔ اس نے ہماری طرف دیکھا اور مجھے مخاطب کرکے بولا۔ تمہیں غیب کا علم ہے؟ میں نے جواب دیا۔ غیب کا علم تو خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ بولا تمہیں وہ شخص ہو جس کے پاس خراسان کا خراج لایا جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ کہ امیر المومنین آپ ہیں اور خراسان کا خراج آپ کی خدمت میں ہی لایا جاتا ہے۔ بولا میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ تمہارے گھروں کو اجاڑ دوں اور تمام راستے تمہارے لئے بند کر دوں۔ تاکہ حجاز اور عراق کے لوگ تم تک نہ پہنچ سکیں۔ کیونکہ تمہارے فساد کی جڑ وہی ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ یا امیر المومنین! پروردگار نے سلیمانؑ کو نعمت بخشی۔ انہوں نے شکر کیا۔ ایوب علیہ السلام کو تکلیف پہنچی۔ انہوں نے صبر کیا۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں گرایا انہوں نے انکو معاف کیا اور امیر المومنین تمام حالات میں پیغمبروں کی اور نبیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ سُن کر امیر المومنین مسکرائے اور بولے۔ قوم کا سردار تم جیسا شخص ہونا چاہیئے۔ پھر فرمایا۔ میں نے تمہیں معاف کیا اور تمہاری وجہ سے بصرے والوں کے گناہ بھی معاف کئے۔ کہا اچھا وہ حدیث تو سناؤ جو ایک دفعہ پہلے تم نے سنائی تھی۔ میں نے عرض کی کہ میرے باپ نے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحم گھروں کو آباد کرتا ہے۔ عمروں کو دراز کرتا ہے اور آباد کرنے والوں کو زیادہ کرتا ہے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ منصور نے کہا یہ وہ حدیث نہیں جو تم نے مجھے سنائی تھی۔ میں نے جواب دیا۔ کہ اُن ہی سندوں سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ رحم عرش سے معلق ہے اور آواز دیتا ہے! کہ الٰہی جس نے مجھے اپنے سے جوڑا تو اُسے جوڑ اور جس نے مجھے الگ کیا تو اُسے الگ کر۔ منصور نے کہا کہ یہ بھی وہ حدیث شریف نہیں ہے جو میں سننی چاہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ روایت کی میرے باپ دادا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالٰے نے فرمایا ہے کہ میں رحمٰن ہوں اور میں نے رحم اور امن کو پیدا کیا اور اس کے نام کو اپنے نام سے نکالا۔ جو اس سے تعلق رکھے گا۔ میں بھی اس سے تعلق رکھوں گا اور جو اس سے قطع کرے گا میں اس سے قطع تعلق کروں گا۔ اس پر بھی منصور نے کہا کہ یہ وہ حدیث نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ میرے باپ دادا نے روایت کی ہے کہ فرمایا محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک بادشاہ کی عُمر کے تیس سال باقی تھے۔ لیکن وہ رحم کا فرض بجا لایا تو اللہ تعالٰے نے اس کی عُمر تیس سال اور بڑھا دی منصور نے کہا کہ یہ وہ حدیث ہے جو میں سُننی چاہتا تھا۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نیک اعمال کی توفیق عطا فرما دے
آمین ثم آمین

بقیہ سادہ زندگی صفحہ ۳ سے آگے

بقیہ سادہ زندگی صفحہ ۳ سے آگے

کہ اس کے ہاں اپیل کی کوئی وقعت نہیں۔ یہ ڈنڈے کے خوف سے کچھ کرنے کی عادی ہو چکی ہے۔ علاّمہ اقبال نے اسی نظریہ کو اپنے دل کش الفاظ میں یوں بیان کیا ہے ؎

پھُول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

ہماری رائے میں حکومت کو اس اپیل پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جلد از جلد اس سے اگلا اور مؤثر اقدام کرنے کے لئے غور و فکر کرنا چاہیئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ خسارہ مند صفحہ ۱۶ سے آگے۔

اور اللہ کا انکار کیا۔ وہی نقصان پانے والے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام عثمانی رح

یعنی خدا کی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے میں علانیہ دعوے رسالت کر رہا ہوں۔ جسے وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ پھر روز بروز مجھے اور میرے ساتھیوں کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا رہا ہے۔ برابر میرے دعوے کی فعلی تصدیق کرتا ہے۔ میری زبان پر اور ہاتھوں پر قدرت کے وہ خارق عادت نشان ظاہر کئے جاتے ہیں۔ جن کی نظیر پیش کرنے سے تمام جن و انس عاجز ہیں۔ کیا میری صداقت پر اللہ کی یہ گواہی کافی نہیں۔ آدمی کی بڑی شقاوت اور خسران یہ ہے۔ کہ جھوٹی بات کو خواہ کتنی ہی بدیہی البطلان ہو فوراً قبول کرنے اور سچی بات سے گو کتنی ہی صاف روشن ہو انکار کرتا رہے۔

(باقی دارد)

محمد اویس جعفری
بی۔ اے علیگ

حدیثِ دل

مبلّغ قرآن کی علالتِ طبع پر

الٰہی یہ مبلّغ ہے محدّث ہے مفکّر ہے
الٰہی یہ معلّم ہے مدرّس ہے مفسّر ہے

حدیث اک ہاتھ میں ہے اور ہے اک ہاتھ میں قرآں
یہی بیدار کرتا ہے سُنا کر مژدۂ ایماں

وہ جادہ محسن اعظم کے ہیں نقش قدم جس پر
دکھاتا ہے یہی تو شمعِ طاق حرم لیکر

اسی کوکب کی تابانی سے روشن اپنی بستی ہے
وگرنہ ظلمتِ شب میں نہ بھٹکے کس کی ہستی ہے

نکھرتی ہے جبینِ صبح اسکے روئے ایماں سے
مہکتی ہے عروسِ شام یارب اسکے داماں سے

سُنی ہے اسکی محفل میں ندائے زندگی ہم نے
اسی کے در سے سیکھی ہے ادائے بندگی ہم نے

اسی کے دم قدم سے رونقی ہے اس شبستاں میں
اسی کے پیرہن کا رنگ ہے رنگ گلستاں میں

اسی کے جذب و مستی سے ہوئے مخمور دیوانے
اسی کے علم و عرفاں سے ہوئے مسرور فرزانے

بتایا ہے اسی نے کارواں کیا اور متاعِ کارواں کیا ہے
زیاں کہتے ہیں کس کو اور احساسِ زیاں کیا ہے

یہی ہے ناصحا محبوب اپنا اور محبّ اپنا
یہی ہے ساقیا اپنا یہی ہے محتسب اپنا

اسی کی انجمن میں آکے پائی ہے اماں یارب
وگرنہ خشک تھی برسوں سے رندوں کی زباں یارب

خمارِ بادۂ رنگیں میں اک رنگِ طریقت ہے
ہماری تشنہ کامی اس کی ہی مرہونِ منت ہے

اسی کے سوز و ساز و جستجو سے ہے جہاں اپنا
مغنّی ہے یہی آتش نفس پیرِ مغاں اپنا

لبوں پر اس کے یارب نغمۂ توحید جاری ہے
متاعِ بے بہا ہے ہم کو یہ ہر شئے سے پیاری ہے

محبت اور عقیدت کا بس اک طوفاں سا اٹھتا ہے
طبع ناساز ہو اسکی تو اپنا دل دھڑکتا ہے

اسے تو طاقت و تندرستی و قوت عطا فرما
رگ و پے کو حیاتِ نو دے اور صحت عطا فرما

الٰہی اس تن لاغر کو خونِ نوجواں دیدے
اسے عمر خضر اس کو حیات جاودان دیدے

ہے اس کی عافیت کے واسطے یارب دعا میری
میں پھیلائے ہوئے ہوں ہاتھ سن لے استدعا میری

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۱۰ سے آگے

کہ نکاح مسلمانوں کا پڑھاتے ہیں۔ اور سہرا ہندوؤں کا باندھ بیٹھے ہیں ؎

ہم وہ بدمست قلندر ہیں کبھی مسجد ہیں کبھی مندر ہیں

یہ کھرا کلمہ نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ راضی رہے۔ باقی کوئی راضی ہو یا نہ ہو۔ یہ کھرا اسلام ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اسی کا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

جو اللہ تعالےٰ کا ہے وہ ہمارا ہے جو اللہ تعالےٰ کا نہیں۔ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ یہ جذبہ اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے اور اس مجلس میں بیٹھنے سے پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سدا اپنے دروازہ پر آنے اور فقط اس کا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین۔

دستیاب ضلع کوہاٹ میں ہفت روزہ خدام الدین حقانی پیر صاحب مکتبہ صدائے حق سے طلب فرماویں۔

بچوں کا صفحہ

سونے جاگنے لباس اور صفائی میں حضورؐ کا طریقہ

حاجی کمال الدین مدرّس لاہور کارپوریشن

حضورؐ جب سونے کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے تو پہلے اُسے جھاڑ لیتے۔ پھر دائیں ہاتھ پر دایاں رخسار رکھ کر دائیں کروٹ پر اس طرح لیٹتے کہ رخ قبلہ کی طرف رہتا اور یہ دعا فرماتے۔ اے پروردگار جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے۔ مجھے عذاب سے بچانا سونے سے پہلے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھتے۔ ایک مرتبہ آیت الکرسی اور چاروں قل خود بھی پڑھتے اور اُمت کو بھی اس کی تعلیم فرماتے۔ ارشاد فرمایا کہ قل ھو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق۔ اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرکے تمام بدن پر پھیر لیئے جائیں۔ تین مرتبہ ایسا کیا جائے۔ انشاء اللہ تمام آفات سے امن میں رہیگا ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سورتیں پڑھنے کی عادت مبارکہ تھی۔ حضورؐ کپڑے کے بستر پر بھی سوئے ہیں۔ کبھی کالا کمبل ہی بچھا لیا جاتا تھا اور کبھی صرف چٹائی پر ہی سو رہتے تھے۔ جس سے بدن مبارک پر نشان بھی پڑ جاتے تھے اور کبھی ٹاٹ یا کھال کی چادر پر آرام فرماتے چارپائی یا تخت پر بھی حضورؐ سوئے ہیں اور فرش خاک پر بھی۔ حضرت حفصہؓ کے دولتکدہ پر حضورؐ کا بستر ٹاٹ کا تھا۔ جس کو دوہرا کرکے بچھا دیا جاتا۔ ایک روز اس کو چوہرا کرکے بچھا دیا گیا تو تہجد میں دیر سے آنکھ کھلی۔ ارشاد فرمایا۔ آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔ ویسا ہی رہنے دیا جائے۔ حضرت عائشہؓ کے دولتخانہ پر حضورؐ کا بستر چمڑے کا تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ سوتے ہوئے حضور کا کچھ سانس سنائی ضرور دیتا تھا۔ مگر ناگوار خراٹے نہ ہوتے تھے۔ حضورؐ کی آنکھیں تو سوتیں۔ مگر دل اللہ کی طرف متوجہ رہتا۔ جب حضورؐ سو کر اُٹھتے تو فرماتے۔ اس خدا کا شکر جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی۔ اسی کے پاس جانا ہے۔

حضورؐ کا لباس مبارک تکلف سے قطعی پاک اور بالکل سادہ ہوتا تھا۔ بعض دفعہ پرانا اور پیوند لگا ہوا۔ لیکن صاف ستھرا اور اکثر خوشبو میں بسا ہوا سفید لباس حضورؐ کو بہت پسند تھا۔ جو میسر آتا۔ پہن لیتے۔ چنانچہ اونی۔ سوتی اور کتان سب قسم کا لباس آپؐ نے پہنا ہے۔ اسی طرح ٹوپی عمامہ۔ چادر۔ کرتا۔ تہبند۔ چمڑے کے موزے اور جوتے یہ سب آپؐ نے پہنے ہیں۔ ضرورت کے موقع پر چوغا اور تنگ آستین والی اچکن بھی استعمال فرمائی ہے۔ پاجامہ خریدا ہے۔ مگر پہننے سے پیشتر ہی وفات پا گئے۔ لباس میں بعض باتیں حضورؐ نے منع فرمائی ہیں۔ ریشمی لباس مرد کے لئے ناجائز اور عورت کیلئے جائز۔ ایسا لباس جس سے تکبّر ظاہر ہو۔ جیسے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ۔ پتلون یا تہبند اس میں تکبّر بھی ہے اور اسراف بھی۔ ایسے لباس سے منع فرمایا۔ جس سے دکھلاوا مقصود ہو۔ مرد ایسا لباس نہ پہنے۔ جس سے عورتوں کی مشابہت ہو اور عورتیں ایسا لباس نہ پہنیں۔ جس سے مردوں کی مشابہت ہو اور ایسا لباس بھی نہ ہو جو کسی دوسری قوم کا مخصوص لباس ہو۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تکبّر نہ تو بڑھیا لباس میں ہے اور نہ ہی تصوف گھٹیا لباس میں۔ بلکہ تکبر یہ ہے کہ دوسرے لوگوں پر بڑائی جتلانے کا خیال ہو۔ اور تصوف یہ ہے کہ تکبر اور دکھلاوے کا اس میں اثر نہ ہو اور حضورؐ کے طریقے کی پیروی ہو۔ وہ سادہ لباس بھی بُرا ہے جو دکھلاوے کے لئے ہو اور وہ بڑھیا لباس بھی اچھا ہے جو تکبّر و غرور کے لئے نہ ہو۔ بلکہ خدا کی نعمت اور اس کے احسان کے اظہار کی خاطر ہو۔ چنانچہ حضورؐ نے اعلےٰ سے اعلےٰ لباس بھی پہنا ہے اور گھٹیا بھی اور جن کپڑوں میں دنیا کو خیرباد کہا۔ وہ موٹے کپڑے ہی تھے اور وہ بھی پیوند لگے ہوئے۔ اور پھر یہ کہ امت کو بھی یہی نصیحت تھی کہ جب تک پیوند نہ لگا لیا جائے۔ کپڑے کو نہ اُتارا جائے اور جب اُتارا جائے تو کسی غریب کو دے دیا جائے۔

حضورؐ اپنے عمامہ میں شملہ بھی چھوڑتے اور کبھی دونوں کنارے نیچے کو لٹکا لیتے۔ عمامہ اس طرح باندھتے کہ داہنا حصہ اوپر رہتا اور ٹوپی نیچے۔ حضورؐ نے چاندی کی انگوٹھی بھی پہنی ہے۔ کبھی دائیں ہاتھ میں ڈال لیتے اور کبھی بائیں میں۔ سونے کی انگوٹھی کو منع فرمایا ہے۔ حضورؐ کی انگوٹھی میں مہر بھی تھی۔ جس کا نگ اندر کی طرف ہتھیلی کے رخ رہتا تھا۔

جسمانی صفائی کے بارے میں ارشاد ہے کہ جو کوئی بال رکھے اُسے چاہیئے کہ ان کو صاف کرتا رہے۔ آپ دوسرے تیسرے دن کنگھی بھی کیا کرتے تھے۔ آٹھویں دن جمعہ کے روز غسل کو سنّت قرار دیا اور مسواک کو ہر وضو کے وقت۔ جمعہ اور عیدین کے دن عطر۔ مسواک اور عمدہ لباس مسنون قرار دیا۔ حجامت بنوانے کی زیادہ سے زیادہ مدّت چالیس روز قرار دی۔ اور ہر ہفتہ جمعہ کے روز بڑے اجر و ثواب کا باعث فرمایا۔ داڑھی کو بڑھانا اور مونچھوں کو کٹانا مسلمان کی علامت قرار دی۔ حضورؐ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی بھی لگایا کرتے تھے۔ پیشاب کو مکان میں رکھنے سے منع فرماتے اور مکانوں کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیتے۔ فرمایا کہ اس مکان میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر۔ کتا۔ یا جنبی (ناپاک) ہو۔ رات کو بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھکنے کا حکم فرمایا۔ استنجا حضور ڈھیلوں سے بھی کرتے اور پانی سے بھی اور دونوں سے استنجا کرنے کو بہتر فرمایا۔ پاس پاس بیٹھ کر قضا حاجت سے منع فرمایا۔ چنانچہ حضورؐ لوگوں کی نظروں سے بہت دُور نکل جاتے تھے۔ ناک صاف کرنے استنجا سکھانے اور آب دست لینے کے بارے میں حکم تھا کہ بائیں ہاتھ سے یہ کام کیئے جائیں۔ کھانے پینے اور پہننے کے بارے میں دائیں ہاتھ سے ارشاد فرمایا۔ یعنی نجاست کے موقعوں پر بائیں ہاتھ کو استعمال کرو۔ اور اچھے موقعوں پر دائیں ہاتھ کو۔ راستہ پر جہاں سایہ کی جگہ ہیں اور آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ پر پیشاب پاخانہ سے منع فرمایا۔ نرم زمین پر پیشاب کرنے کا حکم دیا تاکہ چھینٹے نہ اُڑیں۔ ارشاد فرمایا کہ پیشاب سے بہت

باقی بر صفحہ ۲۰

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ۔ ۔ ۔ تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان۔

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

تقاضے

خادم کیتھلی

میں نے مانا تو فلک پرواز ہے
یہ فلک تو نقطۂ آغاز ہے

وقت کی رفتار کو دیکھو ذرا
کس قدر بدلا ہوا انداز ہے

حادثوں کا زور ہے اتنا شدید
ہر طرف اک باب فتنہ باز ہے

اس قدر گردش میں ہے عصر جدید
چیونٹی بھی مائل پرواز ہے

تم میں ہے طارقؓ سا کوئی شیر دل
تم میں کوئی خالدؓ جانباز ہے

آؤ اور باطل کی قوت توڑ دو
تم ہو وہ جن پر خدا کو ناز ہے

صرف اسے سمجھو نہ خادم کا پیام
بلکہ یہ حالات کی آواز ہے

فلاح دین و دنیا کا سامان

تصانیف مولانا محمد نذیر عرشی

مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا رومؒ

مثنوی مولانا رومؒ کی لاجواب اُردو شرح جسکی نظیر مشکل سے ملے گی۔ مکمل چھ دفتروں کی شرح ۱۷ حصوں میں تیار ہے۔ قیمت فی جلد مجلد ۶ روپے۔

سلسلہ کتب تعلیم النساء

لڑکیوں کو دینیات۔ اسلامی اخلاق۔ آداب معاشرت اور امور خانہ داری کی تعلیم سلف صالحین کے طریقہ پر دینے کیلئے یہ سلسلہ کتب مرتب کیا گیا ہے یہ کتابیں اپنی بچیوں کو پڑھا کر اپنے گھروں میں خالص اسلامی ماحول پیدا کریں۔
قیمت تعلیم النساء کی پہلی کتاب ۶/ دوسری کتاب ۸/ تیسری کتاب ایک روپیہ چوتھی کتاب ڈیڑھ روپیہ۔ پانچویں کتاب دو روپے چھٹی کتاب ۲/۴ روپے

تلقین مرشد کامل اُردو ترجمہ حدائق الاخیار

اس کتاب کے مصنف محمد صادق فرغانیؒ ہیں جو دسویں صدی ہجری کے باکمال بزرگ گذرے ہیں۔ اس میں تعلیمات اسلامی اور سلوک و معرفت کا بیان ہے۔ قیمت مجلد ۳/۸

کشف المحجوب اردو از حضرت علی ہجویری گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	مجلد ۶/- روپے
فتوح الغیب اردو از غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ	مجلد ۲/۸
غنیۃ الطالبین اردو از غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ	مجلد ۹/-
تاریخ تدوین حدیث	۱/۸
تذکرہ غوثیہ اردو	۶/-
تجرید الاحادیث مجلد	۶/-
انتخاب صحاح ستہ مجلد	۵/-

تصانیف مولینا عبید اللہ سندھی

قرآنی دستور انقلاب تفسیر سورۂ مزمل و مدثر	۲/۸
عنوان انقلاب تفسیر سورہ فتح	۱/۴
جنگ انقلاب تفسیر سورہ قتال	۱/۴
حجۃ اللہ البالغہ اردو	۴/۸
نماز سلطانی مترجم معہ وظائف	۱/-
اسلام کے احکام از حکیم سلطان محمد صاحب	۱/۴
سیرت حضرت امام حسینؓ	۱/۸
حکایات صحابہؓ	۲/۸

دیگر ہر قسم کی کتابیں منگوانے کے لئے فہرست کتب مفت طلب کریں۔

ملنے کا پتہ
قریشی بک ایجنسی۔ چوک مینار انارکلی لاہور

بقیہ بچوں کا صفحہ

صفحہ ۱۹ سے آگے

بچا کرو۔ اکثر عذاب قبر اسکی وجہ سے ہوتا ہے چنانچہ ایک دفعہ آپؐ دو قبروں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ فرمایا۔ ان دونوں مُردوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی سخت گناہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ معمولی معمولی باتوں پر۔ ایک تو چغلخور تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ سب بچوں بڑوں اور بوڑھوں کو چاہیئے کہ ان دونوں باتوں سے پرہیز کریں۔ ورنہ پھر حشر کا انجام سب کے سامنے ہے۔ حضورؐ کے ارشادات بالکل اٹل ہیں۔ پھر عذاب سے کوئی بچ نہیں سکے گا۔ مشاہدہ یہی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان ہی دونوں گناہوں میں بہت بُری طرح سے مبتلا ہے۔ چغلی کو چغلی نہیں سمجھتے بلکہ اس کو خوش طبعی سمجھ کر نظر انداز کر جاتے ہیں۔ بغیر اس کے کوئی محفل گرم ہی نہیں ہوتی۔ شاید ہی کوئی جگہ ایسی ہو جہاں مسلمان مرد اور عورتیں بیٹھ کر ایک دوسرے کی چغلی نہ کرتے ہوں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور پیشاب کرنیوالوں کو تو آپ نے بھی بارہا دیکھا ہوگا کہ بس پیشاب کیا اور یونہی بغیر پاکی حاصل کیے جھٹ کھڑے ہوئے۔ ظاہرا تو یہ لوگ آپ کو بڑے جنٹلمین نظر آئیں گے مگر انکے کپڑے ناپاک اور بدن ناپاک سونگھا جائے تو بدبو آئے۔ ایک روز میں نے ایک جنٹلمین کو شاہ عالمی لال مسجد کے نیچے پیشاب گاہ پہ ٹوکا کہ بابو صاحب پیشاب کر کے استنجا کر لیا کرو۔ اس طرح تو تمہارے کپڑے اور بدن ناپاک رہیگا۔ یہ سنتے ہی میری طرف ایسے گھورنے لگا۔ جیسے مجھے کھا جائیگا۔ فرمایا تو کچھ نہیں۔ بس یہ کہہ کر چلتا بنا او مولوی۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔